ہمارا شجرۂ نسب

از

پروفیسر ڈاکٹر محمد فائق صدیقی قادری بدایونی

مرتبہ

۱۴۳۵ھ مطابق ۲۰۱۴ء کراچی

ناشر

شکیب، قاسم پبلیکیشنز کراچی
فون نمبرز: ۳۶۳۶۵۲۵۵-۳۶۳۶۷۴۴۰

شجرۂ نسب

حصّہ اوّل

- حضرت ابراھیمؑ خلیل اللہ
  - بڑے بیٹے بی بی ہاجرہ سے
    - حضرت اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ
      - بارہ بیٹے —— بڑے بیٹے
        - قیدار
          - عدنان
            - قریش ۔ نصر بن کنانہ / فہر بن مالک
              - مرّہ بن کعب
  - چھوٹے بیٹے بی بی سارہ سے
    - حضرت اسحاقؑ
      - حضرت عمیص
      - حضرت یعقوبؑ (لقب اسرائیل)
        - بارہ بیٹے بنی اسرائیؑ
          - حضرت یوسفؑ
            - حضرت موسیٰؑ (تورا.
              - حضرت داؤدؑ (زبا
                - حضرت عیسیٰؑ (انجیہ

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

ہمارا شجرۂ نسب

(صِدّیقیت)

از

پروفیسر ڈاکٹر محمد فائق صدیقی قادری بدایونی

مرتبہ

۱۴۳۵ھ مطابق ۲۰۱۴ء، کراچی

ناشر

شکیب قاسم پبلیکیشنز، کراچی

فون نمبر ۳۶۳۶۵۲۵۵......۳۶۳۶۷۴۴۰

موبائل:۰۳۴۳۔۲۸۲۱۱۱۹

حقوق اشاعت محفوظ

کتاب.............. ہمارا شجرۂ نسب

طبع اوّل .... ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۰۱۴ء

کمپوزنگ .... سید شعیب افتخار مسعودی، 0306-2559082

پروف ریڈنگ .... ڈاکٹر مجیب عالم، ڈاکٹر فیروز احمد

اشاعت اول ۲۰۱۴ء

طباعت ....

تعداد .... ایک ہزار

قیمت .... دعائے خیر

معاونت

محمد اویس صدیقی قادری بدایونی، محمد بلال صدیقی قادری بدایونی،
محمد زید صدیقی قادری بدایونی

☆☆☆

بِسمِ اللہ الرَّحمٰن الرَّحِیم

حمدِ رب

بندہ نواز ہے وہ غفورُ الرَّحیم ہے
بخشش سے نا اُمیدی گناہِ عظیم ہے

(فائق بدایونی)

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

نعت نبی ﷺ

یہ سچ ہے خطاؤں کے تو انبار بڑے ہیں
لیکن مجھے کیا غم، مرے سرکارؐ بڑے ہیں

(فائق بدایونی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

مدحِ شہِ عالی مقام

بحضور حضرت ابّا جیؒ سیّدی غلام محمد/ احمد قادری

جام جن کے بادۂ عرفان سے معمور ہیں
مدح ولا وہ کریں جو صاحبِ مقدور ہیں
ہم کو تو عجز بیاں ہے اس لیئے معذور ہیں
ہم کلیم بے زباں ہیں آپ شمع طور ہیں
ہاں بس اتنا عرض کر دیں ہو اگر اذنِ کلام
السّلام اے تاجدار بزم عرفان السّلام

(فائق بدایونی)

فہرست مشتملات

- حمد رب ۳
- نعت نبیؐ ۴
- مدح شہ عالی مقام ۵
- انتساب ۸
- حرف آغاز ۹
- حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ ۱۲
- پہلی ہجرت ۱۲
- حضرت اسماعیلؑ ۱۹
- حضرت عدنانؑ قریش اور قریشی قبیلہ ۱۹
- حضرت مرّہ بن کعبؓ ۲۱
- حضرت ابوبکر صدیقؓ ۲۲
- حضرت عبداللہ مکیؒ ۲۲
- شیخ حسام الدین صدیقی ۲۳
- شیخ مطیع اللہ شروانی ۲۴
- مولوی محسن علی صدیقی ۲۹

- مولوی محمد اصلح صدیقی ۳۰
- مولوی محمد علی عباس صدیقی ۳۴
- راقم کی سرگزشت ۳۶
- ثمینہ فائق ۴۰
- محمد اویس صدیقی قادری ۴۱
- محمد بلال صدیقی قادری ۴۳
- محمد زید صدیقی قادری ۴۵
- محمد شائق صدیقی قادری ۴۷
- محمد اشفاق صدیقی بدایونی ۴۹
- راقم کی والدہ محترمہ کا شجرۂ نسب ۵۰
- تصویریں اور شجرے ۵۴

☆☆☆

انتساب بنام

مولوی محمد علی عباس صدیقی بدایونی مرحوم

منجانب

- محمد فائق صدیقی قادری بدایونی
- محمد شائق صدیقی قادری بدایونی
- محمد اشفاق صدیقی بدایونی
- محمد اویس صدیقی قادری بدایونی
- محمد بلال صدیقی قادری بدایونی
- محمد زید صدیقی قادری بدایونی
- محمد عزیز صدیقی بدایونی
- محمد اُسید صدیقی بدایونی
- محمد شاہ رخ صدیقی بدایونی
- محمد شکیب صدیقی قادری بدایونی
- محمد قاسم صدیقی قادری بدایونی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

حرف آغاز

دور حاضر کی زندگی عجیب ہوگئی ہے ذات وکائنات سے متعلق تحقیقات سے جس قدر حقائق کھلتے جارہے ہیں انسانی بصیرت اس نسبت سے بڑھ نہیں رہی ہے بلکہ عام آدمی کی نظر محدود تر ہوتی جارہی ہے۔ آج کا انسان پیچھے مڑ کر نہ تو اپنے آباؤ اجداد اور ان کے کارناموں اور قربانیوں کی طرف دیکھ رہا ہے اور نہ ہی دور بینی کا مظاہرہ کر کے مستقبلِ بعید کی طرف نظر جارہی ہے۔ ازل میں کیا تھا ابد میں کیا ہے؟ معلوم نہیں! زندگی جیسے پیدائش سے موت تک ہے یا ''اذان اور نماز کے درمیان کا وقفہ ہے'' کہ پیدا ہوئے تو اذان دی گئی مر گئے تو نماز پڑھا دی گئی۔

راقم کی سوچ اور نظر شاید دور حاضر کے تقاضے اور پیمانے پر پوری نہیں اترتی۔ پیچھے دیکھتا ہوں تو اجداد کے کارناموں سے نظر خیرہ ہو جاتی ہے، خود پر نظر ڈالتا ہوں تو شرمندگی اور ندامت کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ مستقبل ''بیم ورجا'' کا آئینہ ہے خود کو دیکھ کر مایوس ہوتا ہوں اور

جب تری شانِ کریمی پہ نظر جاتی ہے
زندگی سارے مراحل سے گزر جاتی ہے

بچپن سے سنتا آیا تھا کہ والد مرحوم اور والدہ مرحومہ دونوں صدیقی نسل سے ہیں۔ جب ذرا شعور آیا تو والدہ مرحومہ کا شجرۂ نسب محکم مربوط اور تصدیق

شدہ جلیسی حمیدی صدیقی پایا..... مگر والد مرحوم کے شجرۂ نسب کا کوئی تحریری سراغ نہ ملا کہ ساری خاندانی اسناد و کاغذات جنگِ آزادی کے دوران تباہ ہو چکے تھے اور چند زبانی روایات کے علاوہ ماضی کا کوئی قابل تفاخر حوالہ دستیاب نہ تھا۔ اس محرومی کا نتیجہ یہ ہوا کہ بچپن سے نام کے ساتھ جو صدیقی لکھتا رہا تھا وہ ۱۹۵۴ء کے بعد سے لکھنا ترک کر دیا اور فیصلہ کیا کہ جب تک نسلی صداقت کا تحریری ثبوت میسر نہیں آتا اپنے اور بھائیوں کے نام کے ساتھ صدیقی نہیں لکھوں گا اور بعد میں بیٹوں کے نام کے ساتھ بھی صدیقی نہیں لکھا۔

۱۹۹۲ء میں سعادتِ حج حاصل ہوئی تکمیل حج کے بعد روضۂ اطہر پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ کرم سرکارِ دو عالم ﷺ سے مشرف ہونے کے بعد سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی قبر مبارک کی طرف رجوع ہو کر عرض کیا کہ۔۔۔ یا سیدی میں بیس (۲۰) سال خود کو آپ کی آل سمجھ کر نام کے ساتھ صدیقی لکھتا رہا تھا پھر خیال آیا کہ بغیر تحقیق خود کو آپ کی نسل سے منسوب کرنا کہیں اتہام تو نہیں ہے! اس خیال سے صدیقی لکھنا چھوڑ دیا! اگر میں واقعی آپ کی آل میں ہوں تو یا سیّدی ازراہِ کرم عالم ظاہر میں اس کا ثبوت عطا فرما دیجئے۔

حج سے واپسی پر چند ہی دن گزرے تھے کہ ایک نایاب دستی نسخہ ''انسابِ شرفائے نجیب الطرفین بدایوں'' کے نام سے ہاتھ آ گیا اور اس میں شانِ کرم صدیق اکبرؓ نظر آئی کہ میرے آباؤ اجداد کا پورا سلسلۂ نسب عہد سرکار ﷺ تک تحریر تھا اور اس میں بہت سے خاندانی پرچہ ہائے کہن اور اسناد خاندان کے حوالے بھی درج تھے اس کے مطالعہ کے بعد راقم پھر ''صدیقی'' ہو گیا۔

اب راقم کے دونوں چھوٹے بھائی ان کے بیٹے اور میرے بیٹے بھی شاکی

ہیں کہ میں نے اِن کے ناموں کے ساتھ صدیقی نسبت کو کیوں ظاہر نہیں کیا تھا۔ اللہ کا شکر ہے اب میرے دونوں چھوٹے بھائی:۔ ا۔ محمد شائق صدیقی اور (۲) محمد اشفاق صدیقی تحریری تاریخی تصدیق کے ساتھ صدیق اکبرؓ کی انتیسویں (۲۹) نسل میں ہیں اور محمد شائق صدیقی کے دونوں بیٹے (ا) محمد عزیر صدیقی اور (۲) محمد اُسید صدیقی کینیڈا کے نیشنل ہیں۔۔۔ محمد اشفاق صدیقی اور اس کا بیٹا محمد شاہ رخ صدیقی جدہ میں ہیں۔ میرا بیٹا محمد اویس صدیقی نیوجرسی امریکہ میں، محمد بلال صدیقی اور اس کا بیٹا محمد شکیب صدیقی امریکی نیشنل صدیق اکبرؓ کی تیسویں (۳۰) اور اکتیسویں (۳۱) نسل میں ہیں اور یہی نسبت دوبئی میں فی الحال مقیم راقم کے چھوٹے بیٹے محمد زید صدیقی اور اس کے بیٹے محمد قاسم صدیقی کو حاصل ہے۔

آج یکم رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ اپنی عمر قمری کلینڈر سے (۸۰) اسی سال اور نو (۹) دن ہونے پر خیال آیا کہ کیوں نہ چلتے چلتے اپنے سابقہ وسوسے کا تدارک کرنے کے لیئے اپنی نسبی تحقیق کو ضبط تحریر میں لے آوٴں کہ میری آئندہ نسلیں جو شاید امریکہ اور کینڈا میں پھلیں پھولیں اپنے آبائی ورثہ سے اس طرح محروم نہ رہیں جیسے میں اب سے بائیس (۲۲) سال قبل تک محروم رہا۔

آخر میں ایک نہایت ''عاجزانہ تفاخر'' کے ساتھ یہ بات اپنے بھایوں اور بچوں کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ راقم کا شجرہ نسب راقم کے چھتیسویں (۳۶) دادا حضرت مرّہ کے بعد سرکار دو عالم ﷺ کے شجرہ نسب سے مِل جاتا ہے کہ حضرت ''مرّہ'' سرکار دو عالم ﷺ اور صدیق اکبرؓ۔۔ دونوں کے آٹھویں (۸) دادا ہیں۔ زہِ نصیب کہ اس خاک کو عالم پاک سے نسبت محکم ہے۔

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نسب اور شخصیات

○ آغاز شجرۂ نسب حضرت ابراھیمؑ خلیل اللہ

سرکار دو عالم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اپنے شجرۂ نسب کو حضرت ابراھیمؑ سے آگے نہ بڑھاؤ کہ اس سے آگے شجرے معتبر نہیں ہیں اس ہدایت کے مطابق راقم اپنے شجرۂ نسب کا آغاز حضرت ابراھیم خلیل اللہؑ سے ہی کرتا ہے۔ آپ کی ولادت تقریباً دو ہزار سال قبل مسیح عراق میں بمقام ''اُر'' ہوئی تھی۔ واقعۂ نمبرود کے بعد آپ فلسطین اور مصر ہوتے ہوئے اپنی زوجۂ ثانی بی بی ہاجرہ اور نومولود بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو لے کر وادیٔ بطحا تشریف لے گئے،

○ پہلی ہجرت

معلوم تاریخ میں راقم کے معتبر شجرۂ نسب میں یہ ہجرت کا پہلا واقعہ دو ہزار سال ق۔م وقوع پذیر ہوا حضرت ابراھیمؑ جو اللہ کے دوست اور ابوالانبیاء ہیں آپ کی زوجۂ اول بی۔بی سارہ سے اس وقت تک کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی آپ کی زوجۂ ثانی کے بطن سے ''حضرت اسماعیل'' کی ولادت ہوئی اور آپ کو تعمیل حکم ربی میں کنعاں سے زوجۂ ثانی اور معصوم نومولود بیٹے کے ہمراہ وادیٔ بطحا کی طرف ہجرت کا حکم ہوا۔ اس واقعہ کو ابوالاثر حفیظ جالندھری مرحوم نے شاھنامۂ اسلام میں یوں نظم کیا ہے۔

جنابِ ہاجرہؑ تھیں زوجۂ ثانی پیمبرؑ کی
ملا فرزند اسمٰعیلؑ انہیں خوبی مقدّر کی

ہوا سارہؑ کو رشک اس امر سے دل میں ملال آیا
نکل جائے یہاں سے ہاجرہؑ بس یہ خیال آیا

مشیّت کو اُدھر کچھ اور ہی منظورِ خاطر تھا
کہ نورِ احمدیؐ بچے کی پیشانی سے ظاہر تھا

ہوا ارشاد دونوں کو عرب کی سمت لے جاؤ
خدا کے آسرے پر وادیٔ بطحا میں چھوڑ آؤ

خدا کے حکم سے مرسلؑ نے جب رختِ سفر باندھا
جنابِ ہاجرہؑ نے دوش پر لختِ جگر باندھا

پیمبرؑ اپنا بیٹا اور بیوی ہمعناں لے کر
چلا سُوئے عرب پیری میں بخت نوجواں لے کر

خُدا کا قافلہ جو مشتمل تھا تین جانوں پر
معزز جس کو ہونا تھا زمینوں آسمانوں پر

چلا جاتا تھا اس تپتے ہوئے صحرا کے سینے پر
جہاں دیتا ہے انساں موت کو ترجیح جینے پر

وہ صحرا جس کا سینہ آتشیں کرنوں کی بستی ہے
وہ مٹی جو سدا پانی کی صورت کو ترستی ہے
وہ صحرا جس کی وسعت دیکھنے سے ہَول آتا ہے
وہ نقشہ جس کی صورت سے فلک بھی کانپ جاتا ہے
جہاں اِک اِک قدم پر سو طرح جانوں پر آفت تھی
یہ چھوٹی سی جماعت بس وہیں گرمِ مسافت تھی
پیمبرؑ زوجہ و فرزندیوں قطعِ سفر کرتے
خدا کے حکم پر لبیک کہتے اور دُکھ بھرتے
بالاخر چلتے چلتے آخری منزل پہ آٹھہرے
پئے آرام زیرِ دامنِ کوہِ صفا ٹھہرے
یہ وادی جس میں وحشت بھی قدم دھرتی تھی ڈر ڈر کے
جہاں پھرتے تھے آوارہ تھپیڑے بادِ صرصر کے
یہ وادی جس میں سبزہ تھا نہ پانی تھا نہ سایا تھا
اسے آباد کر دینے کو ابراھیمؑ آیا تھا
یہ وادی جو بظاہر ساری دُنیا سے نرالی تھی
یہی اک روز دینِ حق کا مرکز بننے والی تھی

یہیں ننھے سے اسمٰعیل کو لا کر بسانا تھا

یہیں اپنی جبینوں سے خدا کا گھر بسانا تھا

حضرت ابراہیمؑ کی دُعا

سحر کے وقت ابراہیمؑ نے اٹھ کر دعا مانگی

سکونِ قلب مانگا خوئے تسلیم و رضا مانگی

کہا مالک عمل کو تابعِ ارشاد کرتا ہوں

میں بیوی اور بچے کو یہاں آباد کرتا ہوں

اسی سنسان وادی میں انہیں روزی کا ساماں دے

اسی بے برگ سامانی کو شانِ صد بہاراں دے

الٰہی نسل اسمٰعیلؑ بڑھ کر قوم ہو جائے

یہ قوم اِک روز پابندِ صلوٰۃ و صوم ہوجائے

اسی وادی میں تیرا ہادئ موعودؐ ہو پیدا

کرے جو فطرتِ انساں کو تیرے نام پر شیدا

بشارت تیری سچّی ہے ترا وعدہ بھی سچّا ہے

بس اب تو ہی محافظ ہے یہ بیوی ہے یہ بچہ ہے

ماں بیٹے کی تنہائی

پیمبرؑ نے دُعا کے بعد اس وادی سے رُخ موڑا
جناب ہاجرہؑ کو اور بچے کو وہیں چھوڑا
جناب ہاجرہؓ بیٹھی تھیں اس صحرائے وحشت میں
سنبھالے طفلِ عالی شان کو آغوشِ اُلفت میں
یہاں صحرا ہی صحرا تھا، چٹانیں ہی چٹانیں تھیں
جناب ہاجرہؓ یا ایک بچہ دو ہی جانیں تھیں
نہ دانہ تھا نہ پانی تھا بھروسہ تھا فقط ربّ پر
بڑھی جب دھُوپ کی گرمی تو جان آنے لگی لب پر
زمین کا ذرّہ ذرّہ مہر کی صُورت چمکتا تھا
بہت بے تاب تھی ماں گود میں بچّہ بلکتا تھا
عطش سے کرب و بے چینی جو دیکھی اپنی جائے میں
لِٹایا خاک پر بچّے کو اک پتھر کے سائے میں
صؔفا و مرؔوہ پر ہر سُو تلاش، آب میں دوڑیں
بلند و پست پر فکر شئے نایاب میں دوڑیں

کبھی اس سمت جاتی تھیں کبھی اس سمت جاتی تھیں
خیال آتا تھا بچے کا تو فوراً لوٹ آتی تھیں
تڑپتے دیکھ کر بچّے کو بڑھ جاتی تھی بے تابی
ٹپک پڑتی تھی اشکِ یاس سے پانی کی نایابی
بہت ڈھونڈا نہ کچھ آثار پانی کے نظر آئے
جدھر اٹھی نظر جُھلسے ہوئے ٹیلے نظر آئے
مسلسل سات بار آئیں گئیں پانی نہیں پایا
چٹانیں سُرخ پائیں دشت شعلۂ آفریں پایا
قیامت کی گھڑی تھی پڑ گئے تھے پاؤں میں چھالے
جلی جاتی تھیں، آنکھیں آب میں بچے میں دل ڈالے
سنی آواز ننھے کے بلکنے اور رونے کے
تڑپ اٹھیں کہ ساعت آ گئی ہے جان کھونے کی
پلٹ آئیں تو دیکھا دُور سے ننھا تڑپتا ہے
کہ جس پتھر کے سائے میں لٹایا تھا وہ تپتا ہے
رگڑتے ایڑیاں دیکھا زمیں پر اپنے بچے کو
پکارا ہاجرہؓ نے کانپ کر اللہ سچّے کو

قریب آئیں تو پَر کھولے ہوئے جبرئیلؑ کو پایا
انگوٹھا چُوستے سائے میں اسمٰعیلؑ کو پایا
ٹھٹک کر رہ گئیں اک اور نظارہ نظر آیا
قریب پائے اسمٰعیل، فوارہ نظر آیا
جہاں پر ایڑیاں بچے نے رگڑی تھیں بہ ناچاری
ہوا تھا چشمہ آب سردو شیریں کا وہاں جاری
یہ پہلا معجزہ تھا پائے اسمٰعیلؑ کم سن سے
کہ چشمہ جس کا زمزم نام ہے جاری ہے اُس دن سے
بیاباں میں بہشتی نعمتیں جب اس طرح پائیں
جھکیں پیشِ خدا اور شکر کا سجدہ بجا لائیں
بجھائی سیّدہ نے پیاس بچّے کو ملی راحت
کھجُوریں خُلد کی رکھ کر فرشتہ ہوگیا رخصت

حضرت ابراھیمؑ کی واپسی کے بعد اللہ تعالیٰ نے بی۔بی۔سارہ کے بطن سے حضرت ابراھیمؑ کو ایک اور بیٹا عطا کیا۔ یہ حضرت اسحاقؑ تھے پھران کے چھوٹے بیٹے حضرت یعقوبؑ کی اولا میں بہت سے انبیاء کی ولادت ہوئی حضرت یعقوبؑ کالقب اسرائیل تھااورآپ کی ہی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔

حضرت اسحاقؑ کی ولادت کے بعد حضرت ابراھیمؑ اللہ کے حکم سے پھر مکہ شریف تشریف لائے جہاں حضرت اسمٰعیلؑ کے ذبیح اللہ ہونے کا واقعہ پیش آیا پھر تعمیر بیت اللہ عمل میں آئی۔

○ حضرت اسمٰعیلؑ

حضرت اسمٰعیلؑ کے بارہ بیٹے تھے آپ کے وصال کے بعد گیارہ بیٹوں نے مختلف جگہوں پر سکونت اختیار کی اور کعبہ شریف کی تولیت آپؑ کے بڑے بیٹے کے پاس رہی اس زمانہ میں کعبہ کے متولّی کی حیثیت عرب کے بادشاہ جیسی ہوتی تھی اس حوالے سے آپ کے صاحبزادگان میں دو نام آتے ہیں ایک نام ''قیدار'' ہے اور ''دوسرا ''نابت (نوبت)'' ازروئے نسب نامہ حضرت اسمٰعیلؑ کے بیٹے کی حیثیت سے پہلا نام ''قیدار'' ہے جن کے پاس بیت اللہ کی تولیت کا حوالہ معتبر ہے۔۔۔اسی نسب نامہ کی رو سے دوسرا نام کعبہ کی تولیت کے حوالے ''نوبت'' یا ''نابت'' ہے۔آپ حضرت اسمٰعیلؑ کے بیٹے قیدار کے پوتے سلیمان کے بیٹے تھے جن کو ایک تاریخی حوالے میں اسمٰعیلؑ کا بڑا بیٹا لکھا گیا ہے جو درست نہیں ہے۔
بحوالۂ تولیتِ کعبہ آپ کے نام کی اہمیت اس لیئے ہے کہ آپ کے بعد کعبہ کی تولیت پر ''مضاض بن عمرو جرہمی نے قبضہ کرلیا تھا۔

○ حضرت عدنان۔قبیلۂ قریش

بنو اسمٰعیلؑ کے نسب نامہ میں حضرت عدنان کا نام اس حوالے سے اہمیت کا حامل ہے کہ بالعموم سرکار دو عالم ﷺ اور خلفائے راشدین کا نسب نامہ حضرت

عدنان تک ہی دوھریا جاتا ہے کہ بعض حوالوں سے عدنان کے بعد ناموں کی شرح و ترتیب میں معمولی اختلاف ہے۔ طبری (جلد ششم صفحہ نمبر ۳۷) کے مطابق حضرت عدنان تک سلسلہ غیر اختلافی ہے۔ جبکہ سرکار دو عالم ﷺ (اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ دونوں) سے حضرت عدنان کے درمیان بیس (۲۰) نسلوں کا فاصلہ ہے سرکار دو عالم ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ دونوں ہی حضرت عدنان کی اکیسویں (۲۱) پشت میں ہیں اور آپ کا عہد ۱۲۲ ق۔م بیان کیا جاتا ہے۔۔ اور سرکار ﷺ کی ولادت ۵۷۰ء عیسوی ہے۔ اس طرح طرفین کا درمیانی فاصلہ سات سو (۷۰۰) سال بنتا ہے۔ جبکہ حضرت اسمٰعیل کا عہد ایک اندازہ کے مطابق اُنیس سو سال (۱۹۰۰) قبل مسیح ہے۔

آل اسمٰعیل میں قریشی قبیلہ عرب کا ایک معروف اور اہم قبیلہ ہے سرکار ﷺ اور بنو ہاشم کا تعلق بھی اسی قبیلہ سے ہے اس قبیلہ کے نام کو حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں ایک معروف شخصیت سے نسبت ہے جن کا لقب قریش تھا۔ قریش از روئے لغت ''قرش'' کی تصغیر ہے اور عربی میں قرش اُس دیو پیکر مچھلی کو کہتے ہیں جس کو کوئی شکار نہیں کر سکتا بلکہ وہ خو جس کو چاہے شکار کر سکتی ہے۔ صحرائے عرب میں طاقت و شجاعت اور رعب و دبدبہ کی رو سے یہ لقب اس شخصیت کا تھا جو حضرت اسمٰعیل کی آل اور سرکار ﷺ اور ابوبکر صدیقؓ کے اجداد میں ہے معتبر روایت کے مطابق یہ لقب ''نصر بن کِنانہ'' کا ہے اور بعض روایات کی رو سے نضر بن کِنانہ کے پوتے فہر بن مالک کا ہے۔ نضر بن کنانہ فہر بن مالک کے دادا تھے۔ غرض یہ کہ دادا یا پوتا اِن دونوں میں کوئی بھی ایک ''قبیلہ قریش کا مورث اعلیٰ ہے۔

مرّہ بن کعب

آلِ اسمٰعیلؑ میں مرّہ بن کعب کے نام کی اہمیت اور انفرادیت یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ اور آپ کے چاروں خلفائے راشدین کا نسب حضرت مرّہ کے بعد حضرت ابراھیمؑ تک ایک ہی ہے۔ حضرت مرّہ اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے درمیان چھ پشتوں کا فصل ہے اور یہی فصل حضرت مرّہ اور سیدنا ابو بکر صدیقؓ کے درمیان ہے جو راقم کے جدِ امجد تھے۔ درج ذیل خاکہ ملاحظہ ہو:

	شجرہ سادات		صدیقی شجرہ
۱	حضرت محمد ﷺ بن	=	حضرت ابو بکر صدیقؓ بن
۲	حضرت عبداللہ بن	=	حضرت ابو قحافہ بن
۳	حضرت عبدالمطلب بن	=	حضرت عامر بن
۴	حضرت ہاشم بن	=	حضرت عمرو بن
۵	حضرت عبد مناف بن	=	حضرت کعب بن
۶	حضرت قصیٰ بن	=	حضرت سعد بن
۷	حضرت کلاب بن	=	حضرت تیم بن

۸ حضرت مرّہ بن کعب

اس سے پہلے سلسلۂ نسب مشترک ہے

حضرت ابوبکر صدیقؓ

راقم کے نسب میں دوسری اہم ترین ہجرت مکہ سے مدینہ کی ہجرت ہے جو حضرت صدیق اکبرؓ نے سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ کی تھی آپ سرکار دو عالم ﷺ کے بچپن کے دوست یار غار اور خلیفہٗ اول تھے۔ قبر شریف سرکار ﷺ کی قبر مبارک کے ساتھ ہی ہے۔ سرکار ﷺ نے رشتہ کی نسبت سے ارشاد فرمایا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ میرے باپ اور عثمانؓ اور علیؓ میرے بیٹے ہیں تمام صدیقی آپ کے لقب کی نسبت سے ہی خود کو صدیقی لکھتے ہیں۔ بدایوں کے معروف صدیقی خاندان بالعموم یا تو حضرت عبدالرحمٰنؓ کی اولاد ہیں یا محمد بن ابوبکرؓ کی۔ راقم کے والد مرحوم کی صدیقیت حضرت عبدالرحمٰنؓ کی نسبت سے اور والدہ مرحومہ کی صدیقیت محمد بن ابوبکرؓ کی نسبت سے ہے۔

حضرت عبداللہ مکیؒ اور ملّا عبداللہ مکی

آپ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے چھٹے پوتے اور راقم کے تیئسویں دادا ہیں۔ آپ کے نام کا حوالہ اس لیئے ضروری ہے کہ شرفائے بدایوں کے تین بڑے خاندانوں میں آپ کے نام کی نسبت سے ایک بڑی تاریخی غلط فہمی ہے۔ بدایوں کے ''بخوش، متولّی، اور نجیبی (دانشمندی) اپنا سلسلہ حضرت عبداللہ مکی قریشی سے ملاتے ہیں جبکہ ان تینوں خاندانوں کے شجرہ میں عبداللہ مکّی کا جو نام ہے وہ سیدنا ابوبکر صدیق کے چھٹے پوتے عبداللہ مکی نہیں ہیں۔ بلکہ یہ بدایوں کے ایک اور بزرگ ہیں جن کا وصال ۶۲۰ھ میں ہوا ہے اور جن کی نماز جنازہ آپ کی پیشن گوئی کے مطابق راقم کے چودھویں دادا حضرت شیخ مطیع اللہ شروانی (جو اہل

بدایوں میں شیخ مطاّ خرسوار کے لقب سے پہچانے جاتے ہیں) نے پڑھائی تھی یہ بزرگ (ملاّ عبداللہ مکّی) بھی اپنے نام کے ساتھ وطنی نسبت مکیّ ہی لکھتے تھے جو لاہور اور ملتان سے بدایوں آئے تھے اور اپنے بڑے بیٹے شیخ نجیب اللہ کو وہاں چھوڑ کر چھوٹے بیٹے شیخ یعقوب کے ہمراہ بدایوں آئے تھے جہاں شیخ یعقوبؒ کی اولاد میں متولّی اور بخوش خاندان آباد ہیں ملاّ عبداللہ کے بیٹے نجیب اللہ کی اولاد بھی وہیں ہے جو خود کو نجیبی اور دانشمندی لکھتے ہیں اسی خاندان کے ایک بزرگ کی کتاب میں تاریخی غلط بیانی کے سبب دانشمندی خاندان کو حضرت حمید الدین گنّوری سے منسوب کر دیا گیا تھا جس کے سبب بعض دانشمندی خود کو حمیدی لکھتے ہیں جبکہ انساب شرفائے بدایوں میں کتاب متذکرہ کے مصنّف نے اپنی غلطی کا اعتراف کر کے نسبی نسبت ملاّ عبداللہ مکی سے وابستہ کی ہے۔ صدیق اکبرؓ کے چھٹے پوتے کے نام کے ستھ ملاّ نہیں لکھا جاتا ہے۔

○ شیخ حسام الدین صدیقی

راقم کے نسبی سلسلے میں تیسری ہجرت شیخ حسام الدین صدیقی نے عرب سے ایران کی جانب کی تھی شرعاً یہ ہجرت تھی یا محض تبدلیٔ وطن تھی؟ آپ ایران کن اسباب کے تحت آئے تھے تحقیق نہیں ہو سکی مگر یہ بات مصدّقہ ہے کہ آپ نے ایران کے شہر ''شرواں'' میں سکونت اختیار کی جہاں آپ کے فرزند ارجمند راقم کے چودھویں دادا شیخ مطیع اللہ کی ولادت ہوئی تھی اور اسی نسبت سے آپ کا پورا نام تاریخ میں شیخ مطیع اللہ شروانی مرقوم ہے۔ حضرت مولانا حسام الدین صدیقی اپنے دور کے ایک مشہور و معروف جیّد عالم تھے یہی وجہ ہے کہ خلیفہ

مستنصر باللہ نے اپنے دورِ خلافت کی تعلیمی اصلاحات کے زمانے میں اُس عہد کے عالمی شہرت یافتہ ''مدرسۂ ہرات'' افغانستان کے سربراہ اور معلم اعلیٰ کی حیثیت سے آپ کا تقرر کیا تھا۔

○ شیخ مطیع اللہ شروانی

آپ نے ہرات سے ترکِ سکونت کر کے برصغیر کی جانب ہجرت کی راقم کی تاریخ نسب میں یہ چوتھی ہجرت تھی۔ چھٹی صدی ہجری کے اواخر کی بات ہے کہ آپ اپنے پیرومرشد حضرت سید اعزالدین یمنی کی معیت میں فریضہ حج ادا کرنے کے بعد برصغیر تشریف لائے پہلے لاہور پھر ملتان میں مقیم رہے اور برصغیر میں دہلی اور اجمیر شریف میں اولیائے کرام سے ملاقات کرتے ہوئے بالآخر ۶۲۰ھ میں بدایوں تشریف لائے اور وہیں توطن اختیار کیا۔ آج بھی ان کی اولاد بدایوں، پاکستان، مشرق وسطیٰ، یورپ اور امریکہ میں آباد ہے۔

بدایوں میں آپ کا مزار شریف بیرون شہر جانبِ غرب ایک بلند اور وسیع وعریض پختہ چبوترے پر حریم کے اندر شیخ احمد خیاط اور ملّا عبداللہ مکی کے مزارات کے ساتھ ہے آپ کی عرفیت نام کے تصغرہ سے ہے کہ لوگ آپ کو شیخ مطیع اللہ کے بجائے ''شیخ مطّا'' کے نام سے یاد کرتے تھے اور بعض تحریروں میں ہندی اثرات کے تحت ''ط'' کا تبدل ''ت'' سے کر دیا گیا ہے جیسا کہ روزنامہ جنگ کراچی کے مڈویک میگزین ''۲۳ تا ۲۹، جنوری ۱۹۹۱ء کی ایک تحریر کے عکسی نسخہ میں نمبر ۱۷ پر حسب ذیل موجود ہے۔

......سیدنا معین الدین چشتیؒ کے عظیم ترین خلفائے کرام کے اسمائے گرامی یہ ہیں (1) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ (2) حضرت خواجہ فخرالدینؒ (3) حضرت خواجہ حمیدالدین ناگوریؒ (4) شیخ وجیہہ الدینؒ (5) شیخ حمیدالدین صوفیؒ (6) خواجہ برہان الدینؒ (7) شیخ احمدؒ (8) شیخ محسنؒ (9) شیخ سلیمان غازیؒ (10) شیخ شمس الدینؒ (11) خواجہ حسن خیاطؒ (12) جے پال (جوگی و جادوگر) معتمد خاص پرتھوی راج والیٔ اجمیر اسلامی مبارک و افضل نام عبداللہؒ (13) شیخ محمد ترک نارنولیؒ (14) شیخ علی سنجریؒ (15) خواجہ یادگار سبزواریؒ (16) خواجہ عبداللہ بیابانیؒ (17) حضرت شیخ مناؒ (18) شیخ احمدؒ (19) شیخ مسعود غازیؒ۔ خواجہ صاحبؒ کے مریدین اور خلفاء میں الشیخ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے بڑی عظمت اور شہرت پائی۔

اسی طرح بعض تحریروں میں آپ کی عرفیت ''شیخ متّن''لکھی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اکبر بادشاہ ملاّ عبدالقادر بدایونی سے ناراض ہوئے تو اکبر بادشاہ کی ناراضگی سے بچنے کے لیئے بدایوں کے شرفاء امرا نے ملاّ عبدالقادر کی معاونت سے بے تعلقی کا مظاہرہ کیا جس پر ملاّ نے شرفائے بدایوں کے معروف خاندانوں سے جدا ہوتے وقت ایک ہجویہ ''سلام آخر'' لکھا جس میں ''گلشن'' قافیہ اور ''راسلام'' ردیف تھی۔ راقم کے خاندان کی نسبت سے جو اشعار کہے انہیں ضرورتِ قافیہ کے تحت ''آل مَطّن راسلام'' نظم کیا ہے جس کے بعد سے بعض تحریروں میں آپ کا تذکرہ شیخ متّن کے نام سے ہے۔

شیخ مطیع اللہ شروانی صدیقی سہروردی تجارت پیشہ اور سیاحت پسند تھے انہوں نے عرب وعجم میں اپنے دور کے تمام معروف بلاد اسلامیہ کی سیاحت کی تھی اور ان کی سواری اس دور کے تقاضوں کے مطابق خچر پر ہوتی تھی اسی نسبت سے اہل بدایوں نے اُن کو اکثر ''شیخ متا خرسوار'' لکھا ہے اور اہل بدایوں میں ہمارے خاندان کی شہرت بھی اسی نسبت سے ''خاندانِ خرسواراں'' ہے۔ راقم کے علم کے مطابق یہ ''نسبت خر'' پوری تاریخ میں شاید ''خرعیسیٰؑ'' کے ساڑھے گیارہ سوسال کے بعد دوسری معروف نسبت ہے۔

آپ کی بدایوں تشریف آوری اور وہاں سکونت اختیار کرنے کا سبب ایک معروف واقعہ ہے جس کو شیخ کبیرالدین بدایونی کی تصنیف ''کلمۃ باقیہ'' کے درج ذیل اقتباس میں بیان کیا جارہا ہے اس کتاب کے واقعات کی تاریخی تصدیق جناب عیشؔ بدایونی اور جامیؔ بدایونی نے بذریعہ نظر ثانی کی ہے تحریر ہے کہ:

> ''حضرت عبداللہ مکیؒ نے قبل انتقال وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازہ کی نماز وہ شخص پڑھاوے جس کی سُنتیں عصر بھی قضا نہ ہوئی ہوں۔ تھوڑی دیر انتظار کرنا شاید کوئی بھائی میرا اس صفت کا آجاوے جس وقت انتقال ہوا اور جنازہ تیار ہوکر گورستان میں پہنچا بالیں حضرت احمد خیّاطؒ رکھا اور بموجب وصیت انتظار کیا۔ ایک شخص خرسوار نہایت نورانی شکل جانب شمال سے نمودار ہوئے اور ''سلام علیک'' کہہ کے شریک ہوئے اور اوّل ہی مرتبہ ہاتھ حافظ محمد یعقوب کا پکڑ کر فرمایا... ''برخوردار در نماز و دفن شیخ چہ انتظار است؟'' حافظ صاحب نے (جو مرحوم کے چھوٹے بیٹے تھے) سب حال عرض کردیا۔ نعرہ مارکر فرمایا.... ''برائے ایں کار بندۂ شرمسار آمدہ است''... پھر نماز پڑھائی اور ہمراہ لوگوں کے شہر (بدایوں) آئے اور توطن اختیار کیا نام ''شیخ متّن'' تھا۔

یہی واقعہ مختلف کتبِ تاریخ میں تکرار کے ساتھ ملتا ہے۔ ''تذکرۃ العارفین'' مُرتّبہ ضیا علی خان اشرفی میں سید اعزالدین یمنی کے حوالے سے شیخ مطیع اللہ کا ذکر ہے اس میں بھی متذکرہ اوصاف و واقعات کی تصدیق ہے وہ اپنی تصنیف اولیائے بدایوں سے متعلق موسومہ ''مردانِ خدا'' میں رقم طراز ہیں:

عکسی نقل

ذکر شریف حضرت شیخ مطیع اللہ شروانی رحمتہ اللہ علیہ

مطیع اللہ نام تھا اور مطّاع رفیت۔ شہر شرواں میں پیدا ہوئے تھے۔ تجارت پیشہ تھے اور خچر پر سواری کرتے تھے اس لئے شیخ مطّا خر سوار مشہور تھے۔ سید اعز الدین یمنیؒ لاہوریؒ کے مرید تھے۔ سہروردی سلسلہ تھا۔ عرب و عجم میں کافی سیاحی کی تھی۔ ۷۵۵ھ میں حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے۔ وہاں سے پیر و مرشد کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے اور لاہور میں اقامت گزیں ہوئے۔ پیر و مرشد کے وصال کے بعد بسلسلۂ تجارت بدایوں تشریف لائے اور ملّا عبداللہ یمنیؒ کے جنازے کی نماز پڑھا کر ان کی وصیت پوری کی۔

صاحب زہد و اتقا، عارف حق تھے۔ نماز عصر کی سُنّتیں کبھی قضا نہیں ہوئیں۔ ۱۰ر شعبان ۷۶۴ھ کو وصال ہوا۔

آپ کا نسلی سلسلہ بدایوں میں اب تک قائم ہے۔ حاجی عاشق حسین صاحب اور قاضی الیاس رشید صاحب اس خاندان کے ممتاز افراد ہیں۔

مزار شریف بیرونِ شہر حضرت شیخ احمد خیاط صاحب کی درگاہ کے اندر جانبِ جنوب بگوشۂ غرب من جملہ دو پختہ قبور ایک آپ کا مرقد مطہر ہے اور دوسرا ملا عبداللہ یمنی صاحب کا۔

جیسا کہ مختلف تحریروں اور تاریخی حوالوں سے ثابت ہے آپ بدایوں کے تین مشاہیر اولیاء حضرت سلطان جیؒ، حضرت شاہ ولایتؒ اور حضرت عثمان سہروردیؒ کے والد بزرگوار اور اپنے شیخ ''پیر و مرشد سید اعز الدین یمنیؒ'' کے ہمراہ حج سے واپسی پر بغداد شریف ہوتے ہوئے لاہور تشریف لائے سید صاحب نے

بغداد میں حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردیؒ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سہروردیہ نسبت حاصل کی مگر شیخ مطیع اللہ شروانی ہر چند کہ سیّد صاحب کے ہمراہ تھے مگر وہ سیّد صاحب کے ہاتھ پر کی ہوئی بیعت پر ہی قائم رہے فرق اتنا ہوا کہ آپ نے اپنے پیر صاحب کی نئی نسبت کے حوالے سے اپنے نام کے ساتھ بھی سہروردی لکھنا شروع کر دیا اور سید اعز الدین یمنی سہروردیؒ کے ساتھ ہی ۵۷۴ھ میں لاہور تشریف لائے پھر لاہور سے ملتان گئے اور وہاں قیام کیا سید صاحب ۶۰۴ھ میں بدایوں تشریف لے گئے اور ۶۰۵ھ میں پردہ فرمایا۔

شیخ مطیع اللہ شروانی کو سید صاحب سے خرقۂ خلافت بھی عطا ہوا تھا اور سہروردی نسبت بھی ان کے ہی سبب تھی سید صاحب کے بدایوں جانے یعنی ۶۰۵ھ سے عبداللہ مکی کی نماز جنازہ پڑھانے یعنی ۶۲۰ھ تک شیخ مطیع اللہ بلاد ہند میں مشاہیر اولیاء سے ملاقاتیں کرتے رہے خیال ہے کہ آپ کا خاصہ وقت حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے ساتھ اجمیر شریف میں گزرا اس خیال کو تقویت اس حقیقت سے ملتی ہے کہ آپ کا نام خواجۂ اجمیر کے مشاہیر خلفاء کی فہرست میں (۱۷) نمبر پر ''شیخ متا'' درج ہے واللہ اعلم بالصواب۔

○ مولی محسن علی صدیقی

آپ شیخ مطیع اللہ شروانی کے نویں پوتے ابن مکمّل شہید بدایوں ایک معروف ومتموّل شخصیت تھے۔ آج بھی بدایوں کے شہری مرکز میں مولوی ٹولہ اور محلّہ سوتھہ کے درمیان سلطانجی صاحب کے حجرہ کے مقابل اور مسجد شمسی کے جنوبی اور مشرقی دروازوں کے سامنے بڑے حویلی نماں اکثر مکانات مولوی محسن علی کی اولاد کے ہی پاس ہیں۔ یہ راقم کے داد کے دادا تھے ان کے دو بیٹے محمد رضا اور محمد

صالح تھے محمد صالح راقم کے پر دادا تھے ان کی شادی نہایت سخت گیر اہل تشیع کے خاندان کی ایک سنّی خاتون سے ہوئی تھی وہ پیروں فقیروں کی بڑی معتقد تھیں ان کے بیٹے مولوی محمد اصلح جو راقم کے دادا تھے وہ بطن مادر میں ہی یتیم ہو گئے تھے۔

مولوی محمد اصلح

مولوی محمد اصلح راقم کے حقیقی دادا اپنی ولادت سے قبل اپنے والد مولوی محمد صالح کی وفات کے سبب اپنے دادا مولوی محسن علی کی بڑی جاگیر اور زمینداری سے بحیثیت وارث محروم ہو گئے تھے اور مولوی محمد رضا مولوی محسن علی کی پوری جائداد کے واحد وارث قرار پائے تھے مگر انھون نے اپنے حقیقی بھائی محمد صالح کی جواں سال موت کے سبب ورثہ سے محروم ہونے والے اپنے بھتیجے کو پوری جائداد کا نصف بہتر حصہ ''حبا'' کر کے بہترین مثال قائم کی خاندان کے تمام ہی قریب اور دور کے اعزاء کی (مولوی محمد اصلح) ان کو غیر معمولی شفقتیں حاصل رہی تھیں بدایوں کے ایک مشہور و معروف ولی اللہ نہایت پختہ گو شاعر ذوقؔ کے شاگرد شاہ دلدار علی ''مذاقؔ میاںؒ'' نے انھیں اپنا بیٹا بنایا تھا اور وہ اپنے بڑے بیٹے اور ایک ولیٔ کامل میاں ایثار علی شاہؒ کی ولادت کے بعد بھی راقم کے دادا کو اپنا بڑا بیٹا ہی سمجھتے رہے۔

راقم کا اندازہ یہ ہے کہ خاندان کے بزرگوں کی مذہب پسندی کے ساتھ ہی کچھ ''ارتباطِ ثقلین'' کے معاملات بھی شروع ہو گئے تھے راقم نے بمع والدین اپنے بزرگوں سے یہ بات سنی ہے کہ پیدا ہونے سے پہلے یتیم ہو جانے والے بچہ کی ولادت کا جب وقت آیا تو اس کی والدہ اپنے گھر کے دالان در دالان کی ایک کوٹھری میں چلی گئیں اور کوٹھری کا دروازہ اندر سے مقفل ہو گیا جب دروازہ کھلا

تو نومولد نہایا دھویا کپڑے پہنے اپنی والدہ کے ساتھ لیٹا پایا گیا۔ ایسی ہی ایک روایت۔ راقم کے دادا کو بیٹا بنانے والے معروف ولی اللہ مذاقؔ میاںؒ سے متعلق بھی سنی ہے کہ جب آپ نے پردہ فرمایا تو کمرہ اندر سے مقفل ہو گیا اور کچھ دیر بعد جب دروازہ کھلا تو مرحوم کی میت غسل و تکفین کے مدارج سے گزر چکی تھی راقم نے جب اس روایت کی تصدیق مذاق میاں کے پر پوتے مولوی شاہ ابرار علی صدیقی مدظلہ سے چاہی تو انھوں نے اس سے لاعلمی کا اظہار فرمایا۔ راقم تک یہ روایت اپنے والدین کے ذریعہ پہنچی ہے۔

ویسے راقم کے دادا سے متعلق راقم کو ان کی روحانی نسبتوں کا نہ کوئی اندازہ ہے نہ علم مگر یہ بہ تصدیق معلوم ہے کہ وہ عمل عملیات کی طرف زیادہ رغبت رکھتے تھے جنّاتوں کو قبضہ میں کرنے کا کامیاب عمل کسی عامل یا فقیر کی پشت پناہی سے پڑھا تھا جنّاتوں کو تابع کر کے انھیں آزاد بھی کر دیا تھا۔ انسانوں کے علاوہ جنّات بھی اُن سے تعویذ لینے آیا کرتے تھے (اس کی تصدیق والد مرحوم نے بھی کی تھی ایک مرتبہ اپنی نوجوانی میں دروازہ پر دستک سن کر والد مرحوم جب دروازہ کھولنے گئے تو ایک جن کو انسانی شکل میں دیکھا تھا جس کے بعد ان کو بخار چڑھ گیا تھا۔)

راقم جب ایک فقیر کامل کے فیض سے قادریہ سلسلے کی غلامی سے مشرف ہوا ہے اس کے بعد سے بہت سے باطنی راز آشکار ہوئے جن کے بیان سے دانستہ گریز کر رہا ہوں مگر اتنا ضرور عرض کروں گا کہ حضرت غوث پاکؒ کے فیض اور ان کے محبوبؒ کے کرم اور ایک گمنام فقیر کامل کی بے انتہا نوازش نے راقم کو فقر کی ایک ایسی راہ پر چلایا کہ جس راہ میں آتشین مخلوق کا گزر ہی ممکن نہیں ہے۔ کرم بالائے کرم یہ کہ راقم کے تینوں بیٹوں محمد اویس صدیقی قادری، محمد بلال صدیقی قادری

اور محمد زید صدیقی قادری کو نیز راقم کے پوتوں محمد شکیب صدیقی قادری اور محمد قاسم صدیقی قادری پر بھی وہ کرمِ خاص ہے اور رہے گا جس کا اس دور میں تصور بھی محال ہے۔ اور بحمد اللہ راقم کے تینوں نواسے محمد معاذ احمد، محمد حماد احمد اور محمد سارم احمد بھی قادری تحفظ اور پناہ میں ہیں۔

○ محمد اصلح صدیقی کی اولاد

دادا مرحوم کے ذکر کا تسلسل جاری رکھتے ہوئے ان کی اولاد کا مجمل تذکرہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے ''جامع انساب نجیب الطرفین شرفائے بدایوں کے قلمی نسخہ سے حاصل ہونے والے نسب نامۂ خرسوارں میں راقم کے دادا مرحوم تک کا نام شامل ہے اس لیئے کہ یہ کتاب ۱۳۳۷ھ میں غلام شبّر صدیقی حمیدی نے ترتیب دی تھی۔ راقم نے شجرہ ھٰذا میں اپنے دادا مولوی محمد اصلح المعروف ''مولوی سدن'' سے لے کر اپنے پوتوں محمد شکیب اور محمد قاسم تک کے ناموں کا اضافہ کیا ہے۔

مرحوم مولوی محمد اصلح صدیقی کے پانچ بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں جن کو راقم نے دیکھا تھا یہ گیارہ اولادیں راقم کی دادی (بنت محمد نذر حسین صدیقی) ''یاوری خاتون'' کے بطن سے تھیں جو مولوی محمد اصلح کی زوجۂ ثانی تھیں جبکہ زوجۂ اول حافظ آل حسن کی بیٹی تھیں اور حافظ آل حسن مولوی محسن علی صدیقی کے حقیقی بھتیجے تھے زوجۂ اول کے بطن سے ایک بیٹی تھی جن کی کوئی اولاد نہیں تھی انہوں نے تفاوت عمر کے سبب اپنے چھوٹے بھائی راقم کے والد مولوی محمد علی عباس مرحوم کو بیٹا بنایا تھا غالباً ان کی پہلی شادی شوہر کی ذہنی کیفیات ونفسیاتی بیماری کے سبب ناکام رہی اور ایک روایت کے مطابق ان کی دوسری شادی بدایوں کے معروف

شاعر مفتی لطفؔ بدایونی سے ہوئی تھی اور اُن سے بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی دوسری شادی کی روایت راقم نے اہل خاندان سے نہیں سنی ہے اس کا ذکر تذکرہ شعرائے بدایوں میں مفتی لطفؔ کے حوالے سے ہے جن کے متعلق راقم کے والد صاحب اکثر ایسے واقعات سناتے تھے کہ ان میں والد مرحوم سے مفتی لطفؔ بدایونی کی قربتِ خاص جھلکتی تھی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

مولوی محمد اصلح کی زوجہ ثانی راقم کی حقیقی دادی کے بطن سے پانچ لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں۔ بڑے بیٹے مولوی حبیب اصغر جو پوسٹ ماسٹر تھے منجھلے بیٹے مولوی ریاض باقر جو ریلوے گارڈ تھے ان کے دو بیٹے مولوی محمد آفاق اور مولوی محمد فاروق بحمد اللہ بقید حیات ہیں مگر دونوں لاولد ہیں۔ دادا کے تیسرے بیٹے مولوی محمد علی عباس مرحوم راقم کے والد ہیں جن کا ذکر آئندہ صفحات میں تفصیل سے ہے چوتھے بیٹے مولوی محمد یونس مرحوم تھے جن کی ایک بیٹی ہے اولاد نرینہ نہیں ہے۔ سب سے چھوٹے بیٹے مولوی سید احمد جن کی شادی قوی بخش مرحوم کی بڑی بیٹی سے ہوئی تھی ان کے ماشاءاللہ چھ بیٹے ہیں اس طرح مولوی محمد اصلح کے تین بیٹوں سے گیارہ پوتے ہیں اور ان کی اولاد سے یہ نسلی سلسلہ آگے بڑھ رہا ہے۔

مرحوم مولوی محمد اصلح کی بڑی بیٹی کی شادی مولوی ریحان رضا کے بیٹے مولوی عثمان رضا سے ہوئی تھی جن کے پانچ بیٹے تھے ان میں مولوی سلمان رضا اور مولوی فرقان رضا کراچی آگئے جن سے نسل آگے بڑھ رہی ہے۔ دوسری بیٹی کی شادی علی حاتم بدایونی طنز و مزاح کے معروف شاعر کے بیٹے علی ناظم صدیقی سے ہوئی جن کے بیٹے مرحوم علی حاکم صدیقی بھی کراچی آگئے تھے ان سے بھی سلسلہ نسب آگے چل رہا ہے تیسری بیٹی کی شادی محمد حامد رئیس الاسلام سے ہوئی

ان کے بڑے بیٹے مرحوم محمد طیب ہاشمی کراچی آ گئے تھے اور دو چھوٹے بیٹے فصیح الاسلام اور سلیم اشرف ہندوستان میں ہی ہیں۔ چوتھی بیٹی کی شادی بدایوں کی معروف ترین شخصیت اور قادریہ سلسلہ کے معروف ولیٔ کامل مولانا عبدالقادر بدایونی ؒ کے نواسے خواجہ نظام الدین قادری سے ہوئی تھی ان کے بیٹے خواجہ احتشام الدین جو مولانا عبدالقدیر بدایونیؒ کے داماد بھی ہیں بدایوں میں ہی مقیم ہیں۔ پانچویں بیٹی کی شادی محمد یونس سے ہوئی جن کا خود اور ان کے بیٹے کا بھی جوانی میں انتقال ہو گیا۔ یہ راقم کی وہ پھوپھی تھیں جنھوں نے راقم کو بیٹا بنایا تھا۔ مولوی محمد صالح کی چھٹی بیٹی کا عقد علی گڑھ یونیورسٹی کی معروف پروفیسر ظفر احمد صدیقی سے ہوا۔ ان کی اولاد پاکستان نہیں آئی۔

مولوی محمد علی عباس صدیقی اور آخری ہجرت

آپ راقم کے والد محترم تھے جون ۱۹۰۱ء میں بمقام بدایوں پیدا ہوئے اور ۱۹۷۴ء میں کراچی میں وفات پائی۔ مرحوم کی تعلیم بدایوں کے مشن اسکول میں ہوئی تھی جس زمانے میں آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اس وقت میٹرک تک تعلیم کی قدر و منزلت آج کے پی۔ایچ۔ڈی سے زیادہ تھی اس زمانے میں بالعموم مڈل پاس آدمی پڑھا لکھا کہلاتا تھا اور مڈل کرنے کے بعد عدالت میں وکالت کی اجازت ہوتی تھی۔ یہ امتحان ''ریونیو ایجنٹ شپ'' کا امتحان کہلاتا تھا اس کے حامل وکلا فوجداری مقدمات میں نہیں صرف دیوانی عدالتوں میں وکالت کرتے تھے اور وکیل نہیں بلکہ ''مختار'' کہلاتے تھے۔ مشن اسکول سے میٹرک کرنے کے سبب والد صاحب کو انگریزی زبان پر پورا عبور تھا انہوں نے راقم کو بی۔اے (آنرز) تک انگریزی پڑھائی تھی اور انگریزی پر اس قدر عبور حاصل کروا دیا تھا

کہ راقم نے ۱۹۵۶ء میں بزبان اردو ''انگلش گرامر'' کی کتاب لکھی جو میٹرک اور انٹر انگریزی جنرل کے طلباء میں بہت مقبول ہوئی تھی۔

والد صاحب مرحوم موزوں طبع تھے مگر شاعر نہیں تھے شعری ذوق بہت عمدہ تھا۔ انیس کے مراثی کے اکثر اقتباسات زبانی سناتے تھے شعری نزاکتوں اور زبان کی باریکیوں کا بھرپور شعور رکھتے تھے۔ راقم کے ذوق شعری کی پرورش آپ کے ہی زیر اثر ہوئی آپ ایک ایسے بڑے جاگیردار باپ کے بیٹے تھے جس نے اپنی تمام جائیداد شاہ خرچیوں میں اڑادی تھی اور جس کے پاس جامع مسجد شمسی کے جنوبی دروازہ کے مقابل ایک بلند کرسی والے چبوترے کا صرف ایک ''حویلی نما مکان'' باقی رہ گیا تھا جہاں راقم اور اس کے والد محترم کی ولادت ہوئی اور عہد طفلی وہیں گزار دوسری جنگ عظیم کے دوران وکالت کا پیشہ ترک کر کے والد صاحب نے کورٹ آف وارڈز میں مختار عام کی حیثیت سے ملازمت کر لی تھی پھر وہیں پیشکار ہو گئے تھے راقم کے شعور حاصل کرنے کے زمانہ ۱۹۵۰ء تک بدایوں میں پیشکار صاحب ہی مشہور تھے شہر اور ملک کے حالات ۱۹۴۷ء سے ہی خراب ہو گئے تھے بالآخر والدہ مرحومہ کے مشورے اور بچوں کے مستقبل کے خیال سے پاکستان ہجرت کا فیصلہ کیا اور اپریل ۱۹۵۲ء کی ۲۶ ر تاریخ کو بدایوں سے آگرہ ہوتے ہوئے ''مہاجر اسپشل ٹرین'' سے ٹھوکریں کھاتے ہوئے دو (۲) مئی ۱۹۵۲ء کراچی پہنچے اور بیچ شہر بڑے حویلی نما مکان میں پرورش پانے والوں کو ابتدائی دو سال جٹ لینڈ لائنز کی جگھیوں میں گزارنے پڑے پھر والد صاحب لالوکھیت اور وہاں سے ملیر کھوکھراپار میں آخری ایام گزار کر ۱۹۷۴ء میں ۳۰ ر صفر کو جہانِ فانی سے عالم بقا میں چلے گئے۔

فرداً فرداً کا تفرقہ یک بار مٹ گیا
تم کیا گئے کہ ہم پر قیامت گزر گئی

۱۹۵۲ء سے ۱۹۶۰ء تک والد صاحب مرحوم نے کراچی جوائنٹ واٹر بورڈ میں ملازمت اختیار کر کے اس تباہ حال خاندان کی کفالت کی ۔۔۔ تھے تو وہ کلرک مگر افسرانہ اعزاز کے ساتھ رہے کہ انگریزی ڈرافٹنگ میں کوئی بھی ان کے مقابل نہ تھا، جب راقم کو ۱۹۵۹ء میں ایم ۔ اے نفسیات کرنے کے بعد اردو کالج میں لیکچرر کی حیثیت سے ملازمت مل گئی تو والد صاحب مرحوم کی زندگی کے چودہ (۱۴) سال اپنی خواب گاہ اور گھر کے قریب والی مسجد تک محدود ہو گئے۔

○ راقم کی سرگزشت

راقم کی تاریخ پیدائش ۲۱ر شعبان ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۸ر نومبر ۱۹۳۵ء ہے۔ جب عمر چار سال چار ماہ چار دن ہوئی تو خوشی سے ایک جیّد عالمِ دین سید یونس علی نقوی محدث بدایونیؒ نے راقم کو بسم اللہ پڑھائی پھر ایک بڑی تقریب منعقد کی گئی جس کو اہل بدایوں ''تقریب مکتب'' کہتے تھے اس میں برسر عام مولانا عبدالقادر بدایونیؒ کے نواسے اور راقم کے پُھپا خواجہ نظام الدین قادریؒ نے رسم بسم اللہ خوانی اہل بدایوں کی روایات کے مطابق انجام دی۔ مولوی عبدالغفور صاحب اور ان کے بیٹے مولوی عبدالرشید صاحب نے الف ۔ ب ۔ ت سے تختی نویسی اور ۱۔۲۔۳ سے حساب کی تدریس کا آغاز کیا۔ والد صاحب مرحوم نے ''کنگ ریڈر'' پڑھانی شروع کی اور فقیر واجد علی شاہ جو ایک مدرسہ کے صدر

مدرس تھے اپنے ساتھ اسکول لے جانے لگے۔ جامع مسجد شمسی بدایوں کے افغانی پیش امام نے جو ''علمی جی'' کی عرفیت سے مشہور تھے قرآنِ پاک پڑھا کر ''ختم'' کروایا۔ والد صاحب مرحوم نے خود ساتھ لے جا کر کرسچین مشن ہائی اسکول میں چوتھے درجہ میں داخلہ دلوایا وہاں سے آٹھواں درجہ پاس کر کے گورنمنٹ اسکول بدایوں میں داخلہ لیا جہاں سے میٹرک کا امتحان دے کر ۱۹۵۲ء میں پاکستان چلا آیا پھر اردو کالج سے ۱۹۵۴ء میں انٹر ۱۹۵۸ء میں کراچی یونیورسٹی سے بی۔اے (آنرز) نفسیات اور ۱۹۵۹ء میں ایم۔اے نفسیات کا امتحان پاس کر کے نتیجے کا رسمی اعلان ہونے سے پہلے ہی اردو کالج کے سابق طالب علم کی حیثیت سے نیک نامی اور اچھی شہرت رکھنے کے سبب بغیر کسی انٹرویو وغیرہ کے لیکچرر کے عہدہ پر فائز ہو گیا بعد میں رسمی کاروائی مکمل ہوئی۔

کراچی میں طالب علم کی حیثیت سے بڑے نامی گرامی اساتذہ سے کسب علم کیا۔ مولانا مظہر علی کاملؒ، پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰؒ، حضرت مولانا منتخب الحقؒ، پروفیسر حبیب اللہ خان غضنفرؒ، ڈاکٹر حسین الدین زبیریؒ، پروفیسر قاضی اسلم اور پروفیسر خواجہ آشکار حسین جیسے نامی گرامی اساتذہ کی شفقتیں حاصل رہی ہیں، امریکی اساتذہ میں مسز واٹسن اور مسز راس سے بھی شرف تلمذ حاصل ہے۔ ان میں سے مرحوم خواجہ آشکار حسین صاحب کا کردار راقم کے کیریئر اور تصنیف و تالیف سے لے کر راقم کی خانہ آبادی تک بہت اہم رہا ہے۔

والد صاحب مرحوم کے شعر و ادب سے شغف کے سبب ہی راقم کو بچپن سے شعر فہمی اور زبان و ادب سے وابستگی رہی ہے اسکول کے دورِ طالب علمی میں

ہزار ہا شعر یاد تھے اور بیت بازی کا ڈسٹرک چیمپئن تھا رفتہ رفتہ شعر گوئی بھی شروع کر دی نظم غزل۔ قطعات، حمد، نعت، مناقب ہی نہیں طنز و مزاح کا میدان بھی خالی نہیں رہا ۱۹۵۶ء سے تصنیف و تالیف کا جو سلسلہ شروع ہوا ہنوز جاری ہے۔ نفسیات، تعلیم، تحقیق، مذہب، ادب، تاریخ شخصیات، تنقید، تبصرے تمدن اور ہومیو پیتھی وغیرہ پر کتب کی تعداد ساٹھ (۶۰) سے زائد ہے۔ آخری کتاب قرآن حکیم کے احکام چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اردو میں رائج قرآن حکیم کے الفاظ کی لغات زیر ترتیب ہے مگر اب اس کے مکمل ہونے کی توقع بوجہ پیرانہ سالی نہیں رہی ہے۔ اللہ بہتر جاننے والا ہے۔

اللہ کے فضل سے کیریئر دوھرا رہا ہے۔ تدریس اور معالجہ دونوں ہی پیشے معزز اور کارِ خیر ہیں۔ تعلیمی کیریئر کے خاص نکتے درج ذیل ہیں۔

○ تقرر بحیثیت لیکچرار نفسیات	۱۵/ اگست ۱۹۵۹ء
○ ترقی بحیثیت اسٹنٹ پروفیسر	یکم جون ۱۹۶۸ء
○ تقرر بحیثیت صدر شعبۂ نفسیات	یکم ستمبر ۱۹۷۲ء
○ ترقی بحیثیت ایسوسی ایٹ پروفیسر	یکم جنوری ۱۹۷۷ء
○ تقرر بحیثیت پروفیسر	۷/ مئی ۱۹۷۸ء
○ تقرر بحیثیت صدر کلیۂ فنون	یکم نومبر ۱۹۸۲ء
○ تقرر بحیثیت وائس پرنسپل پوسٹ گریجویشن	یکم ستمبر ۱۹۸۵ء
○ تقرر بحیثیت نگراں مرکز تحقیق	۵/ مارچ ۱۹۸۶ء
○ ریٹائرمنٹ	۱۲/ فروری ۱۹۹۷ء

مندرجہ بالا ذمہ دارنہ حیثیتوں کے علاوہ درج ذیل اعزازی مناصب بھی حاصل رہے ہیں۔

- چیئرمین اردو کالج ایکشن کمیٹی
- سکریٹری انجمن اساتذہ اردو کالج
- نائب صدر انجمن اساتذہ پاکستان
- نگراں پروفیسر کتب خانہ کالج
- ماہر نفسیات اردو کالج سلیکشن بورڈ
- تمغۂ ہلال اردو (کالج جوبلی)
- شیلڈ اعتراف خدمات (انجمن اساتذہ)
- سکریٹری قائداعظم صد سالہ جشن کمیٹی، کراچی بورڈ
- ماہر مضمون نصابی کمیٹی نفسیات جامعۂ کراچی
- سکریٹری مجلس وضع اصلاحات جامعۂ کراچی
- ماہر مضمون سلیکشن بورڈ نفسیات جامعۂ کراچی
- ماہر مضمون سلیکشن بورڈ ایجوکیشن جامعۂ کراچی
- ماہر مضمون نصابی کمیٹی برائے تعلیم جامعۂ کراچی
- بیرونی ممتحن تحقیقی مقالات (ایجوکیشن)
- قائم مقام پرنسپل وفاقی گورنمنٹ اردو کالج۔

تعداد تصانیف

○ مذہبیات	۱۱
○ نفسیات	۱۰ + ۱
○ تعلیم و تحقیق	۳
○ ادبیات	۲
○ تمدنِ (بدایوں)	۳
○ ہومیوپیتھی	۳۱
کل تعداد	۶۰ کتب سے زاید

راقم سے متعلق درج بالا معلومات کے علاوہ راقم کی والدہ مرحومہ کے شجرۂ نسب اوراس کی چند اہم شخصیات کا ذکر شجرۂ ھٰذا کے اختتام پر کیا جائے گا۔ سلسلۂ جاریہ میں راقم کی ازدواجی نسبت کے مختصر بیان کے بعدہٗ راقم کے تین بیٹوں اور دو پوتوں کے تذکرہ پر شجرۂ ھٰذا کی اکتسویں (۳۱) نسل کا بیان مکمل ہوجائے گا اور دو پوتوں پر روشنی ڈالنے کے بعد شجرۂ خرسواران کی (۳۱) ویں نسل پر فی الحال اختتام ہے۔ اس کے بعد راقم کے دو برادران خورد اوران کے پسران کا ذکر ہے۔

○ ثمینہ فائق

راقم کی زوجۂ محترمہ کا تعلق انصاری خاندان سے ہے۔ یہ خاندان پانی پت کے انصاری نواب زادگان کا خاندان ہے اس خاندان کی برصغیر میں آمد ہرات کے ہی راستے سے ہوئی ہے اور غالباً چند نسلوں کا قیام بھی وہاں رہا ہے اسی نسبت

سے راقم کے خسر محترم نوابزادہ ظفر احمد انصاری اپنے نام کے ساتھ ''پانی پتی ثمہ ہراتی'' لکھتے تھے۔ موصوف کے ایک بڑے اور تین چھوٹے بھائی تھے جس میں نوابزادہ افتخار احمد انصاری جو ضیاء الحق کی کابینہ میں وفاقی وزیر امور مذہب تھے پاکستانی سیاست میں فعال رہے تھے۔ انڈیا سے ہجرت کرنے کے بعد پہلے قیام جھنگ میں رہا پھر بھوراں والا میں کچھ دن قیام کر کے بڑے دو بھائی کراچی آ گئے دو بھائی جھنگ میں رہے اور چھوٹے کا بھی قیام لاہور میں رہا۔ نوابزادہ ظفر احمد انصاری ایک مذہبی شخصیت تھے اور حضرت مہر علی شاہ صاحبؒ کے ہاتھ پر بیعت تھے جن کو اپنے وقت گزرنے سے کچھ قبل حضرت مہر علی شاہ صاحبؒ کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا تھا راقم کی زوجہ جو پہلے ثمینہ کوثر تھیں اب ثمینہ فائق زندگی کی سات دہائیاں مکمل کر چکی ہیں وہ دو بڑی اور دو چھوٹی بہنوں کے درمیان ہیں ان کے ماشاءاللہ چار بھائی ہیں چاروں ان سے چھوٹے اور پاکستان سے باہر ہیں۔

○ محمد اویس صدیقی قادری بدایونی

راقم کے تینوں بیٹوں کے نام سرکار دو عالم ﷺ کے تین معروف غلاموں کے نام ہیں اور تینوں بحمداللہ ان ناموں کی برکت کے سائے میں ہیں۔ پہلا بڑا بیٹا محمد اویس صدیقی قادری ہے۔ اس کی خاص بات یہ ہے کہ وہ جس قدر بھی خیر کے کام کر سکتا ہے اس سے زیادہ کرنا چاہتا ہے سرکار دو عالم ﷺ، حضرت غوث پاکؒ اور محبوب غوث اعظم سیدنا غلام محمدؒ (اباجیؒ) کے الطاف و اکرام جو اس پر ہیں وہ اور جس عمر سے ہیں وہ اس دور کے انسان کی محدود فکر کے سامنے قابل تسلیم نہیں ہیں اور پھر راقم کے قادری سروری سلسلے کے ایک اور مشفق و مہربان بزرگ سیّد باسط علی جعفریؒ کی جو مہربانیاں ہیں شاید ہی دور حاضر کا کوئی صاحب نظر اس کا

اندازہ کر سکے۔ آپ کسی صالح جوان اور سعادت مند بیٹے کا جو تصور کر سکتے ہیں شاید اویس اس پر پورا اترے گا۔

اویس نے کراچی کے ایک معروف اسکول سے میٹرک، ڈی۔ جے سائنس کالج سے انٹر کر کے۔ بی۔ ایس۔ سی سال دوم تک ایس۔ ایم۔ کالج میں تعلیم حاصل کی پھر امریکہ چلا گیا نئے ملک میں زندگی کے نشیب و فراز سے گزر کے امریکی قومیت کے حامل انبالے کے ایک سیّد خاندان کی تکنیکی تعلیم یافتہ لڑکی رومانہ سے رشتۂ زوجیت استوار کر کے گھر آباد کیا۔ ملازمت ترک کر کے تجارت کا پیشہ اختیار کیا اور اتنا مال و زر لٹایا کہ اب اتنا کمانے کا تصور محال ہے ماشاء اللہ اس کی دو بیٹیاں مرسلہ اور ہنیہ زیر تعلیم ہیں۔ وہ خود ایک بڑا تجارتی خسارہ برداشت کرنے کے بعد پھر سے سنبھلنے کی جہد مسلسل میں ہے اور بحمد اللہ اسے اپنی شریک حیات کی ذہنی جذباتی مالی اور ہر قسم کی معاونت حاصل ہے۔ شوہر بیوی اور دونوں بیٹیاں امریکی نیشنل ہونے کے باوجود اپنے آبا کے اسلامی شعار سے تسکین وتقویت وتحریک حاصل کر رہے ہیں۔

راقم کی اور اویس کی تاریخ پیدائش سرکار دو عالم ﷺ کے پسندیدہ مہینہ کی اکیس ۲۱ رتاریخ ہے۔ وہ راقم سے عقائد ونظریات کے حوالے سے مکمل ہم آہنگی رکھتا ہے راقم کے والد مرحوم مولوی محمد علی عباس نے اپنی زندگی کے آخر ایام میں فرمایا تھا کہ ''مجھے یاد نہیں کہ فائق نے پوری زندگی میں کوئی بھی کام میری مرضی کے خلاف کیا ہو راقم صرف اویس کے ہی لیئے نہیں بلکہ بلال اور زید تینوں کے لیئے والد صاحب مرحوم کا جملہ دوہرا سکتا ہے اللہ تینوں کو دنیا و آخرت کی بہترین کامیابیاں عطا فرمائے۔ آمین۔

○ محمد بلال صدیقی قادری

بلال اویس سے چھ سال چھوٹا ہے مگر اپنے بڑے بھائی کو باپ کی طرح سمجھتا ہے اس کی تاریخ پیدائش ۳ مئی ۱۹۷۹ء ہے ولادت پیر کالونی کے ایک ہسپتال کے گیارہ نمبر کمرے میں گیارہ بجے دن گیارہویں کے مہینہ میں گیارہ تاریخ کو ہوئی تھی ماشاء اللہ پیدائشی لحاظ سے بھی توانا تھا ہسپتال سے رخصت کے وقت یا پیدائشی صداقت نامہ میں اندراج کے لیئے جب وزن کیا گیا تو وہ بھی گیارہ پونڈ تھا۔ بالآخر گیارہ کی نسبت رنگ لائی اور اس کو گیارہویں والے پیر سے شرف غلامی حاصل ہوگیا۔ والدین کی فرمانبرداری اور خدمت گزاری میں پیش پیش رہنا چاہتا ہے مگر اویس کی طرح ہر ایک کو دیانت دار سمجھ کر اندھا بھروسہ نہیں کرتا اگر اویس محبت میں سب سے آگے ہے تو بلال سوجھ بوجھ اور فراست میں ہے اس کی فراست فرمانبرداری میں حائل نہیں ہے کراچی کے دہلی کالج سے انٹر۔ بحریہ کالج سے بی۔ سی۔ ایس اور پشاور یونیورسٹی اور پھر بحریہ یونیورسٹی سے ایم۔ سی۔ ایس کیا ہے اور امریکہ میں مع بیوی بچہ کے مقیم برسرروزگار اور امریکی قومیت کا حامل ہے۔ شادی بحریہ کالج کی ہی ایک سابق طالبہ مہوش سے ہوئی جو واقعی ''مہ وش ہے'' عہد طالب علمی کی رفاقت زندگی کی رفاقت بن گئی۔

بلال کی سسرال والے سہروردیہ سلسلے کے لوگ ہیں بلال کی بیوی کے دادا میاں محمود عالم سہروردی رحمانیہ مسجد کی نسبت سے پورے کراچی بلکہ پاک و ہند میں بحیثیت ایک بزرگ معروف تھے۔ راقم جب بلال کی خواہش کے مطابق رشتہ لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو نہ جانے سرکار غوث پاکؒ نے ان کو کیا عطا کیا کہ رشتہ قبول کرنا تو کجا بس وہ یہی جملہ دوہراتے رہے ''رشتہ لینے آئے تھے اور

مجھے کیا دے کر چلدیئے'' مجھے مکّہ پہچا دیا مجھے مدینہ پہنچا دیا'' ان کے یہ ارشادت راقم کی پہنچ اور سوجھ بوجھ سے بالاتر تھے اور آج بھی ہیں۔ بلال کا بیٹا محمد شکیب صدیقی قادری راقم کا پہلا پوتا ہے اور راقم کو اس کا مستقبل ظاہر و باطن اور دنیا و دین میں نہایت تابندہ نظر آرہا ہے۔ ایک دن ایسے بیٹھا تھا کہ جیسے کسی گہری سوچ میں ہے اس کی یہ حالت دیکھ کر ماں نے پوچھا بیٹے کیا سوچ رہے ہو جواب ملا

Why I am not religious like Dad, Dada & Nana.

اس کے اس جواب سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امریکہ کے لادینی معاشرہ میں رہنے والے گیارہ سالہ بچہ کی یہ سوچ بزرگوں کی نظر کرم اور توفیق الٰہی کے سوا ممکن ہی نہیں ہے۔ اردو زبان پر بھرپور گرفت نہ رکھنے والا انگریزی اسکول میں پڑھنے والا۔ لادینی معاشرہ میں رہنے والا اس عمر میں صلوٰۃ وصوم کی پابندی کرنے والا مذہبی اجتماعات ومحافل میں بالغوں جیسے ادب واحترام سے شرکت کرنے اور جملہ اداب کوملحوظ رکھنے والا بچہ کس کی نگا کرم کا پروردہ ہے۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیلؑ کو آداب فرزندی

ہر چند کہ اس کے رویّہ کی تشکیل میں والدین کی تربیت اور نیک خواہشات کے اثرات کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا مگر وہ بھی از خود نہیں قادری سروری انوکھے سلسلے کی نسبت کا فیضان ہے۔ اب ماشاء اللہ ختم قرآن حکیم کا بھی شرف حاصل کرلیا ہے۔

''اللہ کرے لطف و کرم اور زیادہ''

○ محمد زید صدیقی قادری بدایونی

زید راقم کا سب سے چھوٹا بیٹا ہے اس سے بڑی دو بہین اور دو بھائی محمد اویس صدیقی اور محمد بلال صدیقی ہیں۔ زید کی پیدائش پر جب راقم نے اس کے نام کا اعلان کیا تو راقم کے برادر نسبتی نوابزادہ مظفر انصاری نے ہنس کر سوالیہ انداز میں پوچھا۔۔۔ فائق بھائی ابھی سے ''Z'' راقم جوابی مسکراہٹ کے علاوہ کیا کہہ سکتا تھا؟ ویسے زید کی والدہ کی آرزو دو بیٹوں اور دو بیٹوں کی ولادت کے بعد پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی تھی چنانچہ انھوں نے کچھ خاندانی خواتین کی مشاورت سے کچھ ایسی طبّی گھریلو نوعیت کی دوائیں بھی استعمال کیں کہ جن سے حمل ساقط ہو جاتا ہے۔ مگر یہ سب تدابیر ناکام رہیں اور ایک دن راقم کی بیوی کو حضرت غوث اعظم کے محبوب ......فقر کی چھٹی ہستی...... کراچی میں قادری سروری انوکھے سلسلہ کے بانی...... ایک بے مثل بزرگ اور فقیر کامل سیدی غلام محمدؒ قادری حضرت ابّا جیؒ کی مرحومہ زوجۂ محترمہ کی زیارت کا شرف نصیب ہوا اور آپ نے راقم کی بیوی کو نہایت مشفقانہ انداز میں ڈانٹ پلا کر فرمایا ''بس کرو یہ دوائیں کھانا میرے بچہ کو بہت تکلیف پہنچ چکی ہے''۔۔۔ زید کو قبل از ولادت آپ کا ''میرے بچہ'' کے لقب سے یاد کرنا ایک فیض دائمی کا اشارہ تھا جس کے لیئے راقم کے سلسلہ کے ایک فقیر کامل نے کہہ دیا تھا کہ۔۔۔ زید مصلحت کی پیدائش ہے راقم کسی حد تک اس جملے کی معنویت سے واقف ہے مگر فقیر کے بیان کی گہرائی کو پہنچنا ممکن نہیں۔

راقم کے تینوں بچوں کی تعلیم کی تکمیل میں بعض نادیدہ طاقتیں سخت حائل مگر ناکام رہی ہیں اویس اور بلال کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ تینوں بیٹے بچپن سے ماشاء اللہ ذہین فرمانبردار اور مذہب پسند ہیں اور زید کے ساتھ تو باطنی دستگیری

کے شواہد نہایت واضح ہیں اور اس کا کمپیوٹر سائنس میں ماسٹرز کی ڈگری حاصل کرنا سرکار ﷺ کی کھلی دستگیر ہے۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد انٹر سائنس میں بار بار ناکامیوں کے بعد حسب قواعد اس کے ان تمام پرچوں کی کامیابی بھی منسوخ کردی گئی جس میں اس نے سخت محنت کی تھی۔ انجام یہ ہوا کہ انٹر میں کئی سال ضائع کرنے کے بعد وہ پھر میٹرک کا میٹرک ہی رہا مگر قابل تعریف اور مظہر کرم یہ بات ہے کہ وہ پھر بھی ہمت نہیں ہارا اور اس نے انٹر کے ''ایکس'' طالب علم کی حیثیت سے پھر سارے پرچوں کا امتحان دیا اور ایک ساتھ تیرہ پرچوں میں کامیابی حاصل کر کے سب کو حیرت زدہ کر دیا۔ اس وقت تک کمپیوٹر سائنس اور آئی۔ٹی کی تدریس کے ادارے بہت کم تھے کہ داخلہ ممکن ہی نہ تھا مگر خوش قسمتی کہ اسی سال ایک آئی۔ٹی کی تدریس کا نیا کالج قائم ہوا اور اس کی انتظامیہ نے راقم کے تعلیمی کیرئیر سے واقفیت کے سبب ایک خصوصی کوٹے پر زید کو داخلہ دیدیا یہ تین سالہ ''کمپیوٹر ڈگری'' کا کورس تھا یہاں بھی نادیدہ ''شر'' کی قوتیں روبہ عمل رہیں اور زید تین سالہ کورس کے تمام پرچوں میں سوائے ایک پرچہ کامیاب ہوگیا مگر بار بار کی کوششوں کے باوجود ایک پرچہ میں ناکامی کے سبب زید کی تمام سابقہ پرچوں کی کامیابی صفر ہوگئی کہ متذکرہ پرچہ میں کامیابی کی آخری کوشش بھی بار آور نہ ہوئی مگر زہ الطاف و کرم کہ وائس چانسلر صاحب کی خصوصی اجازت سے اسے ایک اور موقع دیا گیا اور اس کو بالآخر بی۔سی۔ایس میں کامیابی نصیب ہوئی۔ اس کے بعد ''شر'' کی قوتیں ناکام ہوکر مایوس ہوگئیں اور زید کو حیران کن تعلیمی سہولتیں میسر آنے لگیں بالآخر اس نے جامعۂ کراچی سے کمپیوٹر سائنس میں دو سال کے بجائے ایک سال میں ماسٹر میں ڈگری حاصل کرلی اور دبئی میں ملازمت بھی

آفر ہوگئی۔ نقشبندیہ سلسلے کے ایک بزرگ جناب ساجد قریشی کی صاحبزادی سے رشتہ ازواج میں بھی منسلک ہوگیا۔ مگر اولاد سے محرومی ہی رہی بالا آخر حضرت غلام محمد قادریؒ (حضرت ابّا جیؒ) کے مزار شریف پر حاضر ہوکر برابر والی ماں جیؒ کی قبر پر قدم بوسی کر کے کہا کہ.... ''ماں جی تیرا بچہ اپنے بچہ سے محروم ہے۔'' اسی ہفتہ حمل قائم ہوا اور بالآخر سرکارﷺ کا غلام بھی ''ابوالقاسم'' بن گیا۔ محمد قاسم راقم کے چھوٹے بیٹے کا بڑا بیٹا ہے جس کی دنیا و آخرت کی کامیابی کے لیئے راقم ہمیشہ دست بدعا ہے۔

فائق یہ مرے حال پہ مولا کا ہے کرم
رکھّا ہے مرے بچوں کو رنج و محن سے دور
تاریکیاں بھی چھٹ گئیں، سائے بھی گھٹ گئے
روشن ہوئے چراغ ...''مگر انجمن سے دور''
(فائق بدایونی)

○ محمد شائق صدیقی قادری

شائق راقم کا چھوٹا بھائی مولوی محمد علی عباس صدیقی کا دوسرا بیٹا ہے اور ازروئے ولادت وہ اپنے دادا کی مہاجر اولاد میں آخری بدیوانی ہے کہ اس سے چھوٹے بھائی محمد اشفاق کی ولادت کراچی میں ہوئی ہے۔

شائق راقم سے سولہ سال چھوٹا ہے۔ اور راقم کے ساتھ بیٹوں والا رویّہ رکھتا

ہے بلکہ یہ کہنا بھی غلط نہ ہوگا کہ وہ بیٹوں سے بھی زیادہ مؤدبانہ طریقے سے ملتا ہے کہ بیٹے تو بزعم قرب ضد بھی کر لیتے ہیں مگر وہ نہیں کرتا۔ ۱۹۵۷ء کی بات ہے کہ جب راقم نے گھر سے قریب انجمن اسلامیہ کے پرائمری اسکول میں اس کا داخلہ کروایا تھا۔ میٹرک کے بعد اردو سائنس کالج سے بی۔ ایس۔ سی کر کے جامعۂ کراچی سے اطلاقی معاشیات میں ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی چند دن بلوچستان یونیورسٹی میں تدریس کرنے کے بعد بلگرام کے زیدی خاندان کی ایک سیاسی سماجی معروف شخصیت سید محمد ابرار (یا ابرارالحسن) کی بڑی بیٹی انجم ابرار سے رشتہ وازواج میں منسلک ہو گیا اپنے دورِ تعلیم میں اسکول سے یونیورسٹی کے زمانے تک درجۂ اول کا مقرر رہنے کے سبب طلبہ میں بہت مقبول تھا۔ انجم ابرار بھی طالبات کے حلقہ میں معروف تھیں اور شائق کی مدّاح و معترف بھی تھیں راقم کی علمی وسماجی حیثیت اور انجمن آرائی کی شہرت، ریڈیو۔ ٹی۔ وی اور اخبارات میں ہونے والی پبلیسٹی کے پس منظر میں راقم کے لیئے مودبانہ رویّہ رکھتی تھیں۔ ہر چند کہ اردو کالج میں تاریخِ عام کی لیکچرر اور راقم کی ساتھی اور ہم پیشہ تھیں شاگرد نہیں تھیں، مگر شاگردوں کی ہی طرح ملتی تھیں جس میں آج بھی (دو شادی شدہ بیٹوں کی والدہ ہونے کے باوجود) کوئی فرق نہیں آیا ہے بسلسلۂ روزگار شائق کا قیام بیوی بچوں کے ساتھ کینیڈا میں رہا ہے اور چاروں کو وہاں کی قومیت بھی حاصل ہے۔ دورِ آخر میں شائق چینی سعودی سرمایہ کاروں کی ایک معروف لوجسٹک کمپنی کے مینیجنگ ڈائرکٹر کی حیثیت سے ریٹائر ہو کر کراچی چلے آئے اور فی الوقت کراچی کی ایک سے زائد جامعات میں وزٹنگ پروفیسر کی حیثیت سے جزوقتی تدریس بھی کر رہے ہیں اور تجارت بھی آخر میں راقم کے ہم پیشہ پروفیسر ہونے کے ساتھ کراچی میں نہایت مصروف زندگی گزار رہے ہیں سند یافتہ رجسٹرڈ

قانوں داں بھی ہیں دونوں شادی شدہ بیٹے محمد عزیز اور محمد اُسید بیرون ملک برسرروزگار ہیں۔ والد کے رویہ کی روشنی میں ہی راقم کو بڑے ابّا کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ راقم دارین میں اولاد والدین کے لیئے طالب خیر ہے۔

○ محمد اشفاق صدیقی

اشفاق کی ولادت کراچی کی ہے وہ شائق سے چار سال اور راقم سے تقریباً بیس (۲۰) سال چھوٹا ہے اردو سائنس کالج سے جیولوجی میں بی۔ ایس۔ سی کیا ہے اور کراچی یونیورسٹی میں ایم۔ ایس۔ سی جیولوجی کی تعلیم بغیر سند حاصل کی ہے۔ سند حاصل نہ کرسکنے کا سبب شعبہ کے ایک ناپختہ ذہن والے استاد تھے جن کو سمسٹر سسٹم کے تحت ایک پرچہ میں کامیابی سے روکنے کا قانونی اختیار حاصل تھا۔ اشفاق بھی اپنے دونوں بڑے بھائیوں کی طرح انجمن آرا، مقرر، کمپئر اور ادب و شعر سے وابستہ رہا ہے۔ فی الوقت جدہ میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ مقیم ہے۔ اس پر سرکار ﷺ کا کرم خاص یہ ہے کہ اکثر نماز جمعہ بیت اللہ شریف میں ادا کرتا ہے اور بے حساب عمرے بھی کیئے ہیں۔ اس کی شادی نگینہ کے سید خاندان کی ایک لائق اور سلیقہ مند لڑکی غزالہ سے ہوئی ہے جو ازروئے پیشہ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ڈاکٹر ہیں اور گائنی اور پیڈس میں خصوصی مہارت رکھتی ہیں معروف شاعر کوکب شادانی کی بیٹی ہیں۔ جدہ میں اشفاق کے ساتھ ہی مقیم اور برسرروزگار ہیں۔ اشفاق کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ''شاہ رخ صدیقی'' ہے۔ ماشاءاللہ خوب صورت خوب سیرت جواں سال مؤدب و مہذب اور اپنے نسب پر فخر کرنے والا ......راقم سے خصوصی لگاؤ رکھنے والا تحقیق پسند تجسسِ علمی رکھنے والا حقیقی طالب علم ہے۔ جس کی تدریس لندن میں بھی ہوئی ہے۔ شاہ رخ کی ایک

خصوصیت ایسی ہے جس نے اس کو اپنے تمام ہم عمرلڑکوں سے متمیز کردیا ہے اور وہ یہ کہ اس کو کم عمری سے ہی اپنے نسب کے تمام بزرگوں کے نام ترتیب وار حضرت ابو بکر صدیقؓ تک از بر ہیں۔آج کل شجروں سے وابستگی نایاب ہوتی جارہی ہے مگر جس کو اللہ توفیق دے وہ اپنے بزرگوں اور ان کے کارناموں سے وابستگی کو نظر انداز نہیں کرسکتا کہ مستقبل حال سے اور حال ماضی سے عبارت ہے۔ہم کچھ بھی ہوں مگر ''پدرِ من شاہ بود'' کا نعرہ تو لگاتے ہی رہتے ہیں اور پھر وہ تو ماشااللہ ہے ہی ''شاہ رخ''۔

راقم کی والدۂ محترمہ کا شجرۂ نسب

راقم خود کو نجیب الطرفین صدیقی ثابت کرنے اور اس حیثیت سے یاد رکھے جانے کے لیئے اپنی والدہ محترمہ کی صدیقی، حمیدی، جلیسی نسبت کے چند مشاہیر کے حوالے پر تحریر ھٰذا کا اختتام کرتا ہے۔

مرحومہ والدۂ محترمہ کے والد راقم کے نانا قاضی غلام سبطین بدایونی جلیسی حمیدی صدیقی اور درمیان کی ایک اور شخصیت حضرت غلام محمد کی نسبت سے غلام محمدی لکھتے تھے ان کے زوجۂ اول سے دو (۲) بیٹے احمد حسنین اور سید حسنین اور ایک بیٹی انور فاطمہ زوجۂ وامق بدایونی تھیں زوجۂ ثانی سے راقم کی والدہ ابرار فاطمہ (جن کے نام کا تصغرہ ''ابّن'' تھا) قاضی امیر حسنین اور قاضی ضمیر حسنین تھے قاضی امیر حسنین کے بڑے بیٹے مشیر حسنین کا انتقال عہد شیر خواری میں ہی بدایوں میں ہو گیا تھا ان کے بعد قاضی امیر حسنین کے چار بیٹے ہوئے جو کراچی میں ہیں اور مشہور مزاح گو دلاور بدایونی کے بھانجے اور ماسٹر شاکر بدایونی کے

نواسے ہیں یہی نسبت قاضی غلام سبطین کے چھوٹے بیٹے قاضی ضمیر حسنین بدایونی کے دونوں بیٹوں کو حاصل ہے۔ قاضی ضمیر حسنین ایک ادبی شخصیت، شاعر اور مولانا ضیاء القادری بدایونی کے شاگرد تھے۔

راقم کی والدۂ محترمہ کا شجرۂ نسب

۱۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ

۲۔ سیدنا محمد بن ابوبکرؓ

۳۔ حضرت حمید الدین گنوریؒ

۴۔ قاضی القضات محمد جلیس (عہد عالمگیر میں فتاوائے عالمگیری کے مصنف)

۵۔ محمد حاتم

۶۔ محمد انیس

۷۔ حشمت اللہ

۸۔ قاضی ولی اللہ عادل

۹۔ قاضی احمد حسن

۱۰۔ قاضی غلام حسنین

۱۱۔ قاضی غلام سبطین

۱۲۔ قاضی فدا حسنین

۱۳۔ راقم کی والدۂ محترمہ بنت قاضی غلام سبطین

راقم دعا گو ہے کہ اس کے والد اور والدہ دونوں کے شجروں سے نسبی تعلق رکھنے والے نوجوان اپنے مستقبل کو بامعنی بنانے کے لیئے اپنے حال کی نسبت سے ماضی کو ہمیشہ یادرکھیں اور اپنے آباؤاجداد کی نسبتوں کو مستحکم کرتے رہیں ایسا نہ ہو کہ آئندہ برسوں میں ان کو بھی یورپ اور امریکہ کی طرح اپنی نشاندہی محض والدہ کے نام سے کرنی پڑے۔ آمین

...........☆☆☆...........

حاصل

اپنے بزرگوں کے ذکراُن کے کارناموں اور سوانح کے مطالعہ سے راقم نے صرف ایک ہی سبق حاصل کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ

حیاتِ دنیا مزے اڑانے کے لیئے نہیں

بلکہ آخرت بنانے کے لیئے ہے اور اس

کاذریعہ دین ہے جس کی شرح کلام اللہ

سرکاردوعالمؐ کی سیرت طیبہ اور

آپ کے ارشادات سے ہوتی ہے۔

(محمد فائق صدیقی قادری بدایونی)

جو سمجھ سکے وہ سمجھے

کہ

زندگی پیدائش سے موت تک

نہیں بلکہ ازل سے ابد تک ہے

اور

موجود کا مشہود ہونا بھی لازم نہیں

(پروفیسر ڈاکٹر محمد فائق صدیقی قادری بدایونی)

شجرے

عکسی نقول صدیوں کے سفر سے

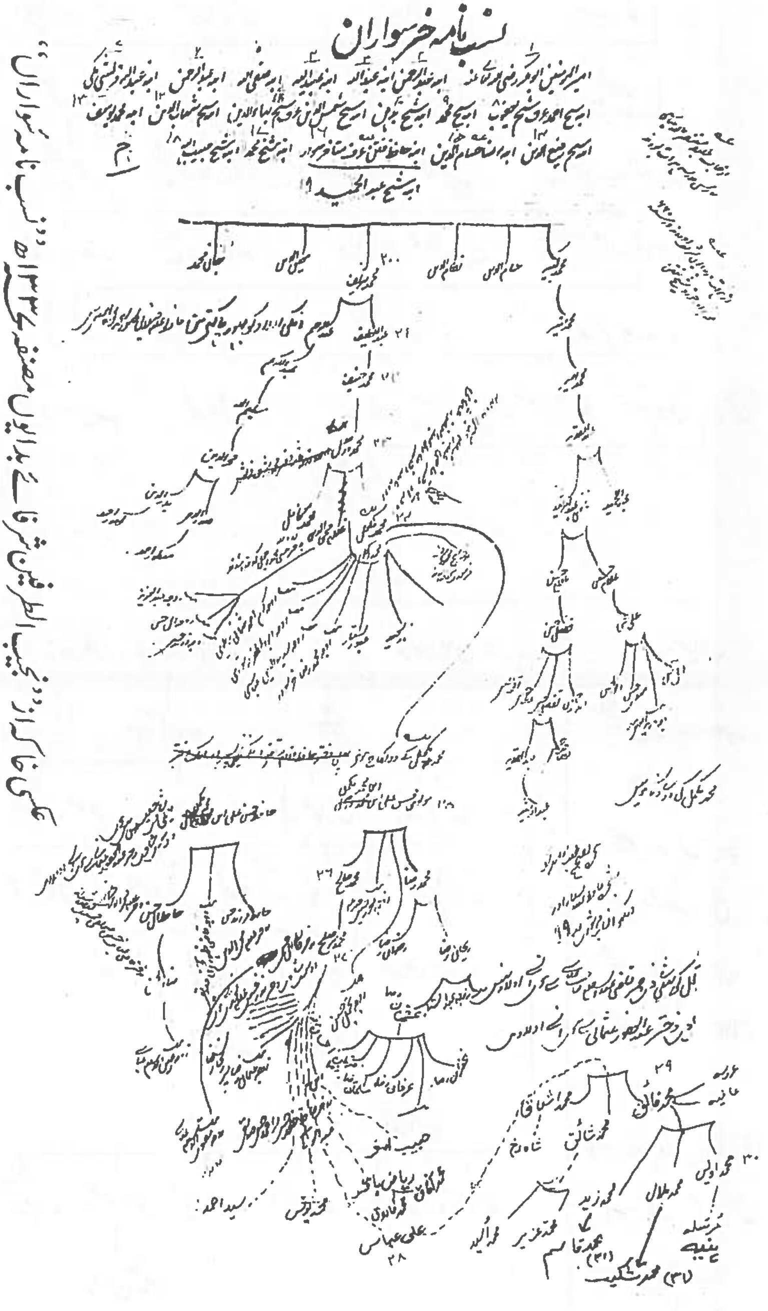

نسب نامہ خرسواران

ابوبکر صدیق　عبدالرحمٰن　عبداللہ　عبیداللہ

صفی اللہ　عبدالرحمٰن ثانی　عبداللہ قریشی　شیخ احمد

شیخ محمد　شیخ برہان الدین　شیخ شمس الدین　شیخ شہاب الدین

محمد یوسف　شیخ رفیع الدین　مولانا حسام الدین　شیخ مطیع اللہ خرسوار

شیخ محمد　شیخ حبیب اللہ　شیخ عبدالحمید　محمد شریف

عبداللطیف　محمد حنیف　محمد واصل　محمد مکمل شہید　مولوی محسن علی

محمد صالح

مولوی محمد اصلح

زوجہ اول بنت حافظ آل حسن　زوجہ ثانی بنت نذر حسین

دختر لاولد

بیٹے

حبیب اصغر　ریاض باقر　علی عباس　محمد یونس　سید احمد

محمد آفاقی　محمد فاروقی

محمد فائق　محمد شائق　محمد اشفاق

محمد اویس　محمد بلال　محمد زید

محمد شاہ رخ

محمد شکیب　محمد قاسم

محمد عزیر　محمد اسید

قسیم احمد　علیم احمد　فہیم احمد　سرفراز احمد　سلیم احمد　وسیم احمد

انس علیم

بیٹیاں

بلقیس فاطمہ زوجہ
عثمان رضا

برجیس فاطمہ زوجہ
علی ناظم صدیقی

محبوبہ فاطمہ زوجہ
محمد حامد رئیس الاسلام

رؤفہ زوجہ
خواجہ نظام الدین قادری

غفورہ زوجہ محمد یونس

حلیمہ زوجہ
ظفر احمد صدیقی

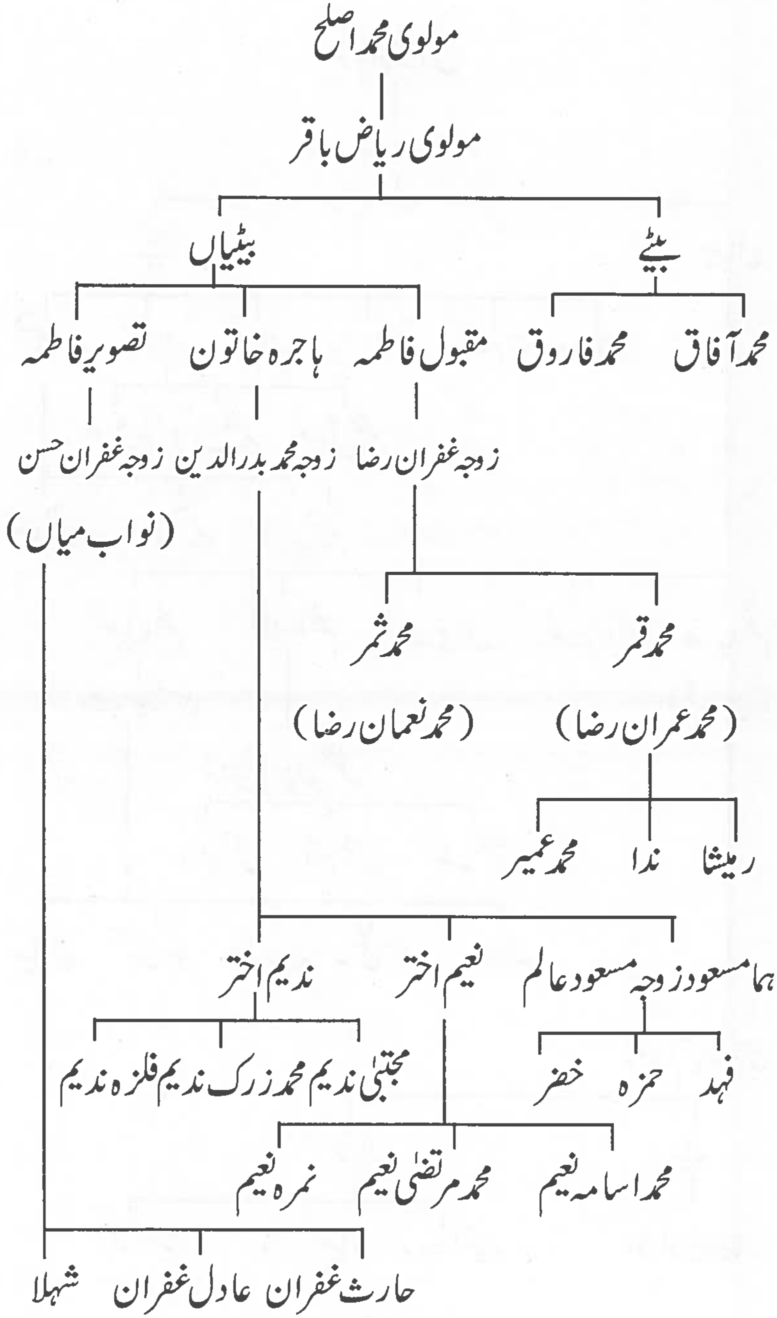

مولوی محمد اصلح
مولوی ریاض باقر
بیٹے
بیٹیاں
محمد آفاق
محمد فاروق
مقبول فاطمہ
ہاجرہ خاتون
تصویر فاطمہ
زوجہ غفران رضا
زوجہ محمد بدرالدین
زوجہ غفران حسن
(نواب میاں)
محمد قمر
(محمد عمران رضا)
محمد ثمر
(محمد نعمان رضا)
ریشا
ندا
محمد عمیر
ہما مسعود زوجہ مسعود عالم
نعیم اختر
ندیم اختر
فہد
حمزہ
خضر
مجتبیٰ ندیم
محمد زرک ندیم
فلزہ ندیم
محمد اسامہ نعیم
محمد مرتضیٰ نعیم
نمرہ نعیم
حارث غفران
عادل غفران
شہلا

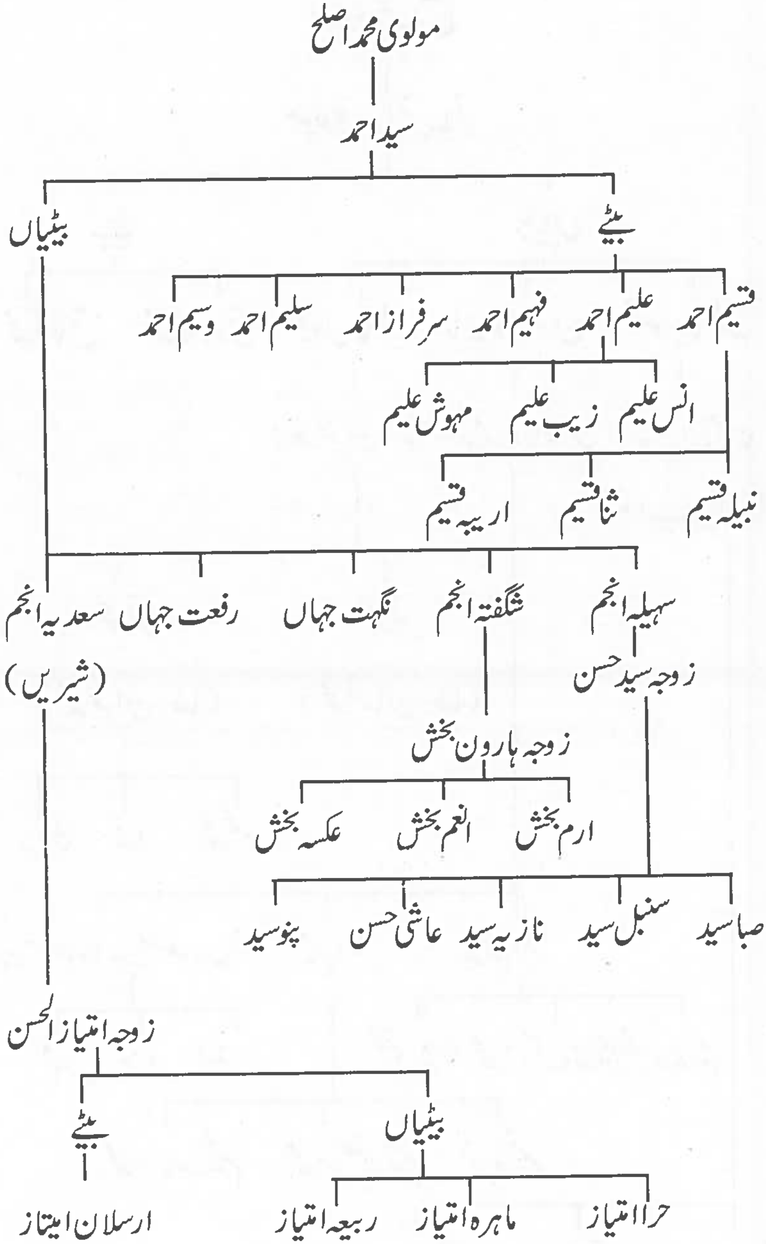
مولوی محمد اصلح
سید احمد
بیٹے
بیٹیاں
قسیم احمد
علیم احمد
فہیم احمد
سرفراز احمد
سلیم احمد
وسیم احمد
انس علیم
زیب علیم
مہوش علیم
نبیلہ قسیم
ثنا قسیم
اریبہ قسیم
سہیلہ انجم
شگفتہ انجم
نگہت جہاں
رفعت جہاں
سعدیہ انجم
(شیریں)
زوجہ سید حسن
زوجہ ہارون بخش
ارم بخش
انعم بخش
عکسہ بخش
صبا سید
سنبل سید
نازیہ سید
عاشی حسن
پنو سید
زوجہ امتیاز الحسن
بیٹے
بیٹیاں
ارسلان امیتاز
حرا امتیاز
ماہرہ امتیاز
ربیعہ امتیاز

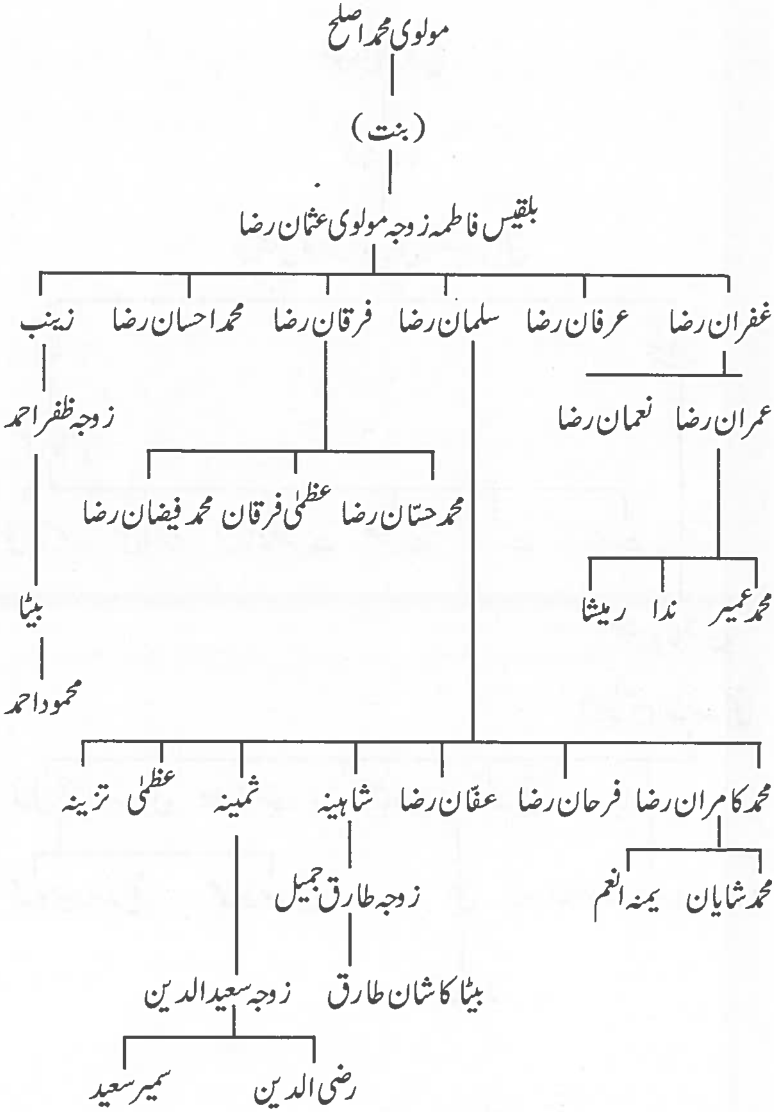
مولوی محمد اصلح
(بنت)
بلقیس فاطمہ زوجہ مولوی عثمان رضا
غفران رضا
عرفان رضا
سلمان رضا
فرقان رضا
محمد احسان رضا
زینب
عمران رضا
نعمان رضا
زوجہ ظفر احمد
محمد حسان رضا
عظمیٰ فرقان
محمد فیضان رضا
محمد عمیر
ندا
ریشا
بیٹا
محمود احمد
محمد کامران رضا
فرحان رضا
عقان رضا
شاہینہ
ثمینہ
عظمیٰ
تزینہ
محمد شایان
یمنہ انعم
زوجہ طارق جمیل
بیٹا کاشان طارق
زوجہ سعید الدین
رضی الدین
سمیر سعید

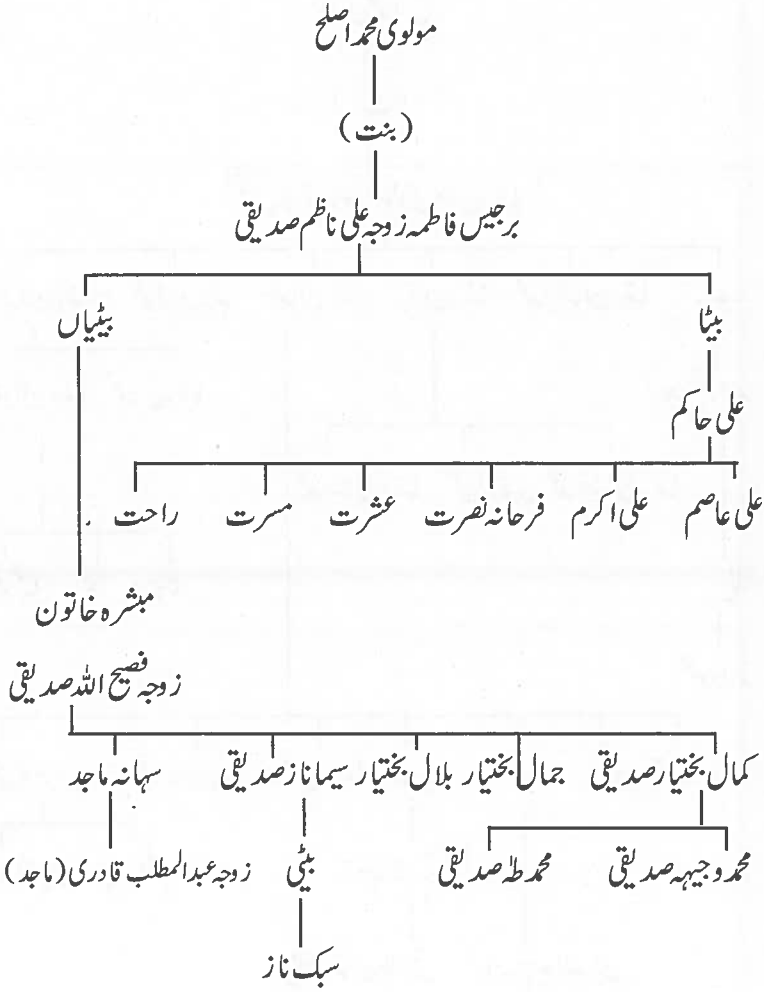
مولوی محمد اصلح
(بنت)
برجیس فاطمہ زوجہ علی ناظم صدیقی
بیٹا
بیٹیاں
علی حاکم
علی عاصم
علی اکرم
فرحانہ نصرت
عشرت
مسرت
راحت
مبشرہ خاتون
زوجہ فصیح اللہ صدیقی
کمال بختیار صدیقی
جمال بختیار
بلال بختیار
سیما ناز صدیقی
سہانہ ماجد
محمد وجیہہ صدیقی
محمد طٰہٰ صدیقی
بیٹی
سبک ناز
زوجہ عبدالمطلب قادری (ماجد)

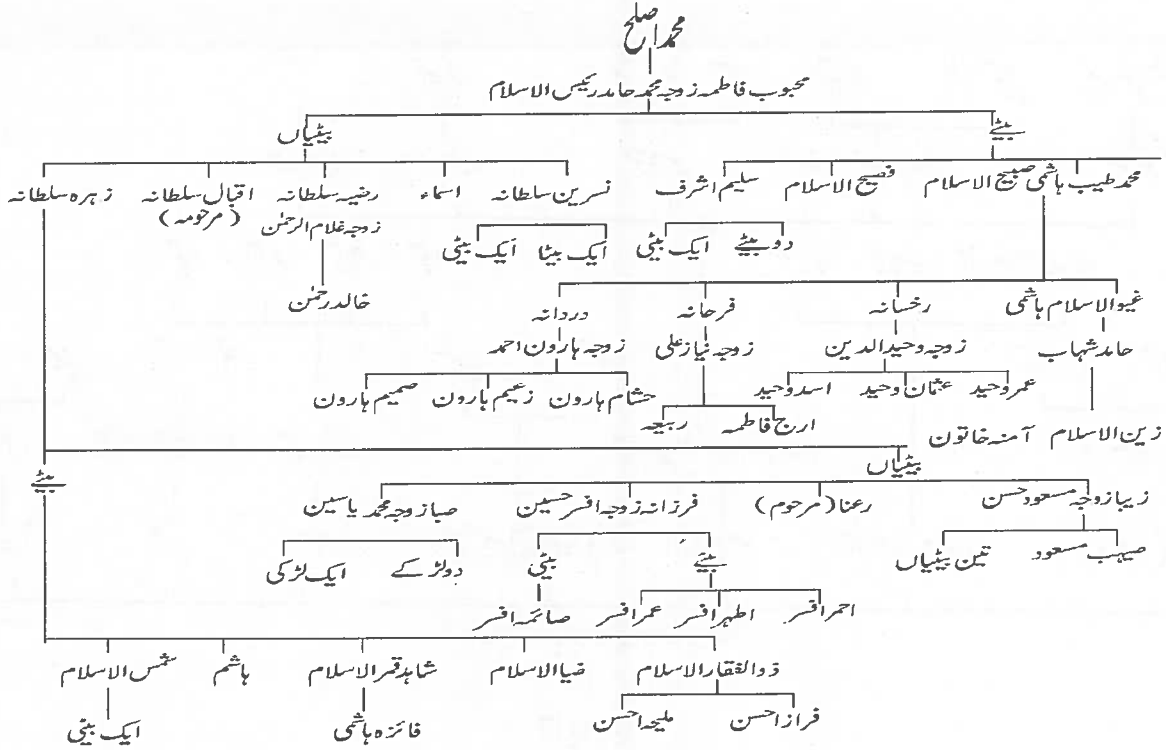
محمد اصلح
محبوب فاطمہ زوجہ محمد حامد رئیس الاسلام
بیٹے
بیٹیاں
محمد طیب ہاشمی
صبیح الاسلام
فصیح الاسلام
سلیم اشرف
دو بیٹے
ایک بیٹی
نسرین سلطانہ
ایک بیٹا
ایک بیٹی
اسماء
رضیہ سلطانہ
زوجہ غلام الرحمٰن
خالد رحمٰن
اقبال سلطانہ
(مرحومہ)
زہرہ سلطانہ
غیوالاسلام ہاشمی
حامد شہاب
زین الاسلام
آمنہ خاتون
رخسانہ
زوجہ وحیدالدین
عمر وحید
عثمان وحید
اسد وحید
فرحانہ
زوجہ نیاز علی
ارج فاطمہ
ربیعہ
دردانہ
زوجہ ہارون احمد
حسّام ہارون
زعیم ہارون
صمیم ہارون
بیٹیاں
زیبا زوجہ مسعود حسن
صہیب مسعود
تین بیٹیاں
رعنا (مرحوم)
فرزانہ زوجہ افسر حسین
بیٹے
احمر افسر
اطہر افسر
عمر افسر
بیٹی
صائمہ افسر
صبا زوجہ محمد یاسین
دو لڑکے
ایک لڑکی
بیٹے
ذوالفقار الاسلام
فراز احسن
ملیحہ احسن
ضیا الاسلام
شاہد قمر الاسلام
فائزہ ہاشمی
ہاشم
شمس الاسلام
ایک بیٹی

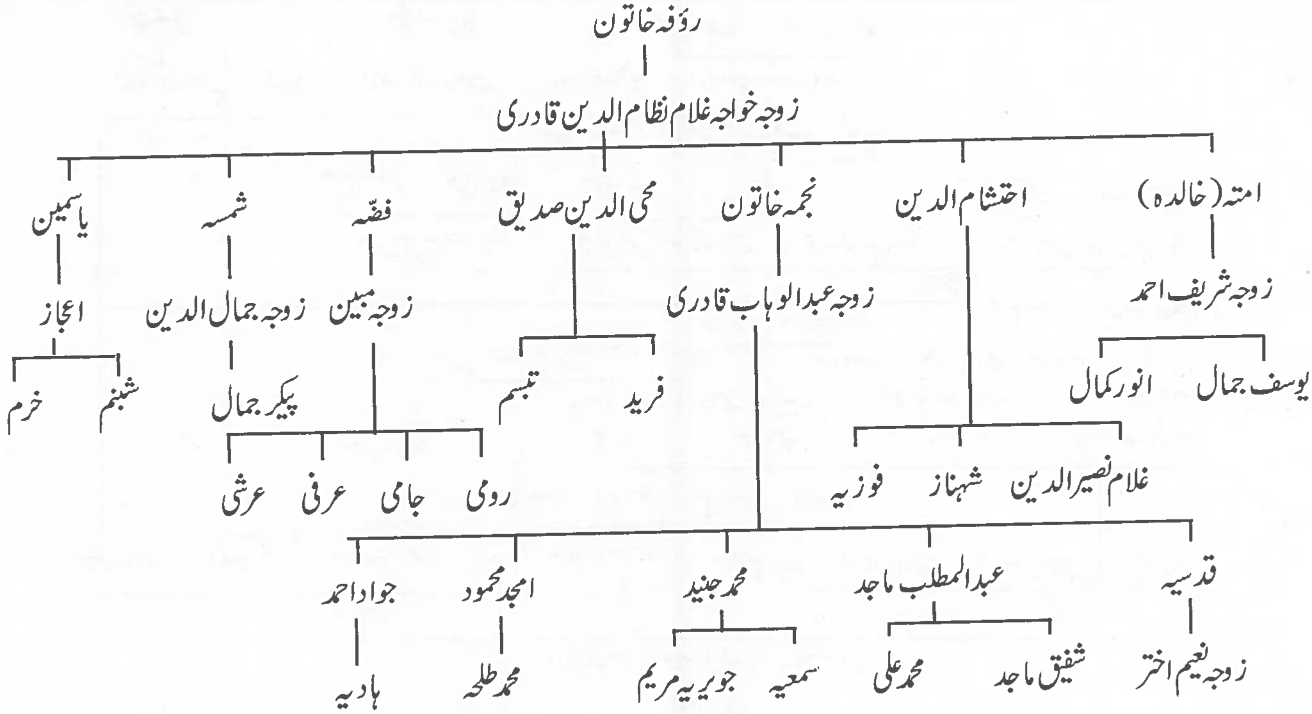
رؤفہ خاتون
زوجہ خواجہ غلام نظام الدین قادری
امتہ (خالدہ)
زوجہ شریف احمد
یوسف جمال
انور کمال
احتشام الدین
غلام نصیر الدین
شہناز
فوزیہ
نجمہ خاتون
زوجہ عبدالوہاب قادری
قدسیہ
زوجہ نعیم اختر
عبدالمطلب ماجد
شفیق ماجد
محمد علی
محمد جنید
سمعیہ
جویریہ مریم
امجد محمود
محمد طلحہ
جواد احمد
ہادیہ
محی الدین صدیق
فرید
تبسم
فضہ
زوجہ مبین
رومی
جامی
عرفی
عرشی
شمسہ
زوجہ جمال الدین
پیکر جمال
یاسمین
اعجاز
شبنم
خرم

مولوی محمد اصلح

(بنت)

غفورہ خاتون زوجہ محمد یونس

- اسلم
- طلعت سعید (سرور) زوجہ سعید احمد صدیقی
  - نشاط زوجہ ضیاء الحق
    - نوید
    - ثنا
  - نگار زوجہ توصیف الحق
    - عبید

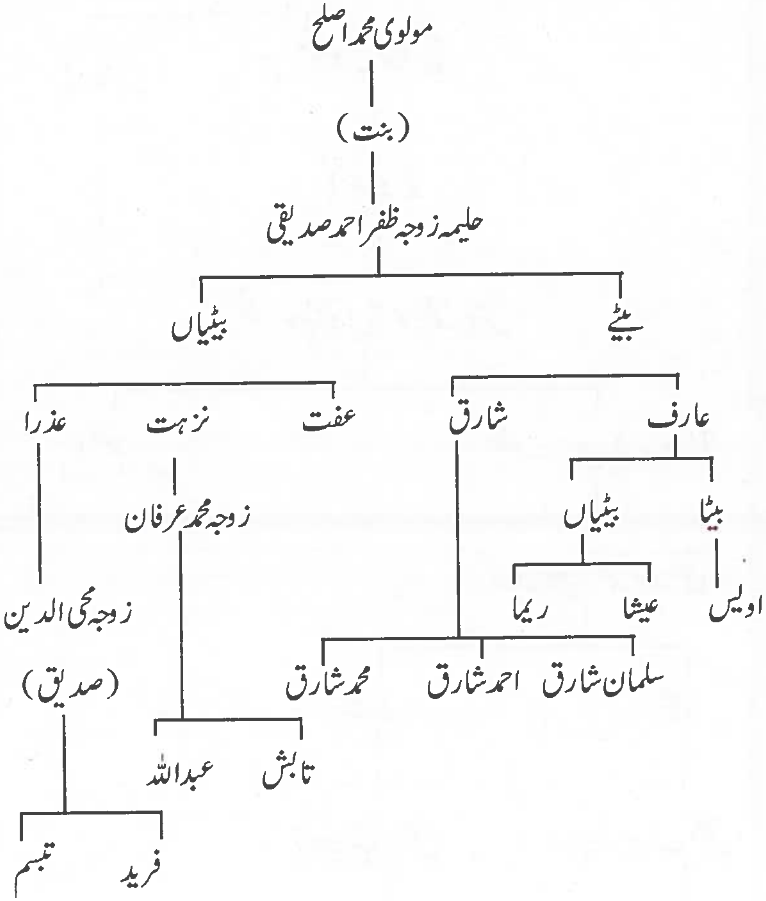
مولوی محمد اصلح
(بنت)
حلیمہ زوجہ ظفر احمد صدیقی
بیٹے
بیٹیاں
عارف
شارق
عفت
نزہت
عذرا
بیٹا
بیٹیاں
زوجہ محمد عرفان
اویس
عیشا
ریما
زوجہ محی الدین
(صدیق)
سلمان شارق
احمد شارق
محمد شارق
تابش
عبداللہ
فرید
تبسم

- محمد علی عباس
  - محمد فائق
    - محمد اویس
      - مرسلہ صدیقی
      - ہنیہ صدیقی
    - محمد بلال
      - محمد شکیب
    - محمد زید
      - محمد قاسم
    - عروسہ
      - دانیہ ساجد
      - انجلا ساجد
    - عافیہ
      - زوجہ محمد احمر فراز
        - معاذ احمد خان
        - حمّاد احمد
        - سارم احمد
  - محمد شائق
    - محمد عزیر
    - محمد اسید
  - محمد اشفاق
    - شاہ رخ
    - قرۃ العین
    - شانزل
  - بنات
    - سلیمہ خاتون
      - زوجہ داور حسین حمیدی
        - چھ بیٹے
        - چھ بیٹیاں
    - مسلمہ خاتون
      - زوجہ مولوی سلمان رضا
        - تین بیٹے
        - چار بیٹیاں
    - حسنہ خاتون
      - زوجہ محمد سرور شاہ
        - تین بیٹے
        - پانچ بیٹیاں
    - فہیمہ خاتون
      - زوجہ محمد آصف صدیقی
        - پانچ بیٹے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصویروں کے آئینے میں

تین نسلیں

راقم پندرہ سال کی عمر میں ۱۹۵۰ء

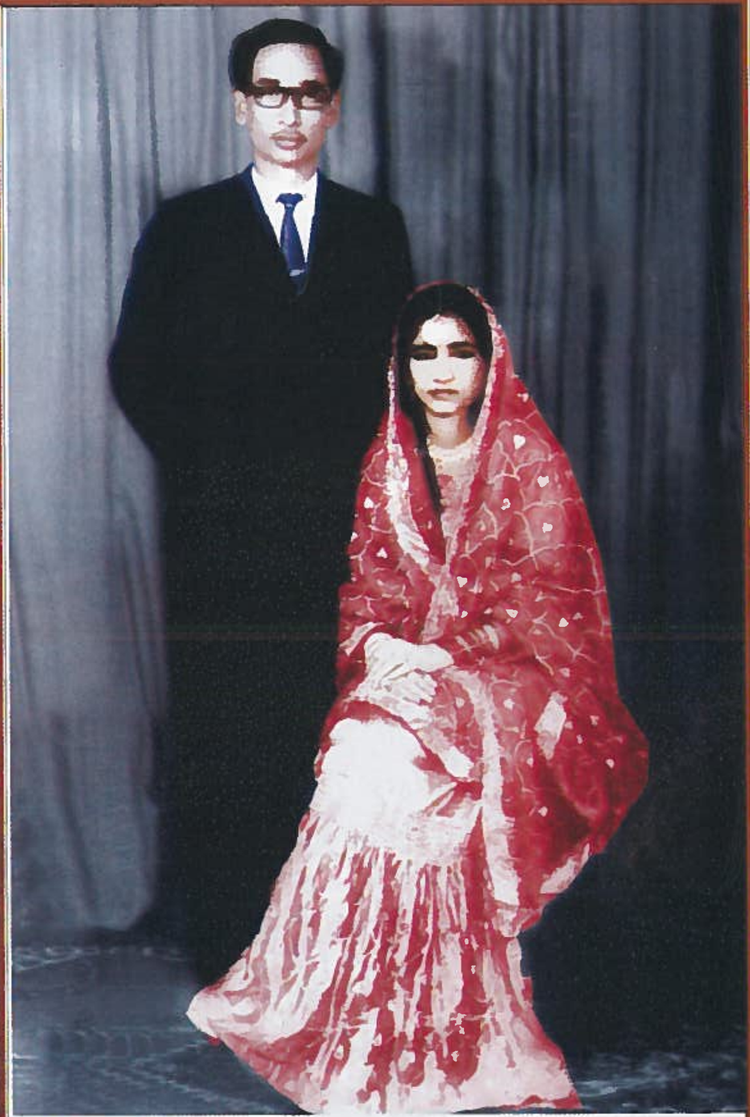

جب راقم کی شادی ہوئی ۱۹۶۶ء

راقم بیوی بچوں کے ساتھ محمد زید کی ولادت سے قبل ۱۹۷۶ء

راقم پروفیسر شپ ملنے کے بعد ۱۹۷۸ء

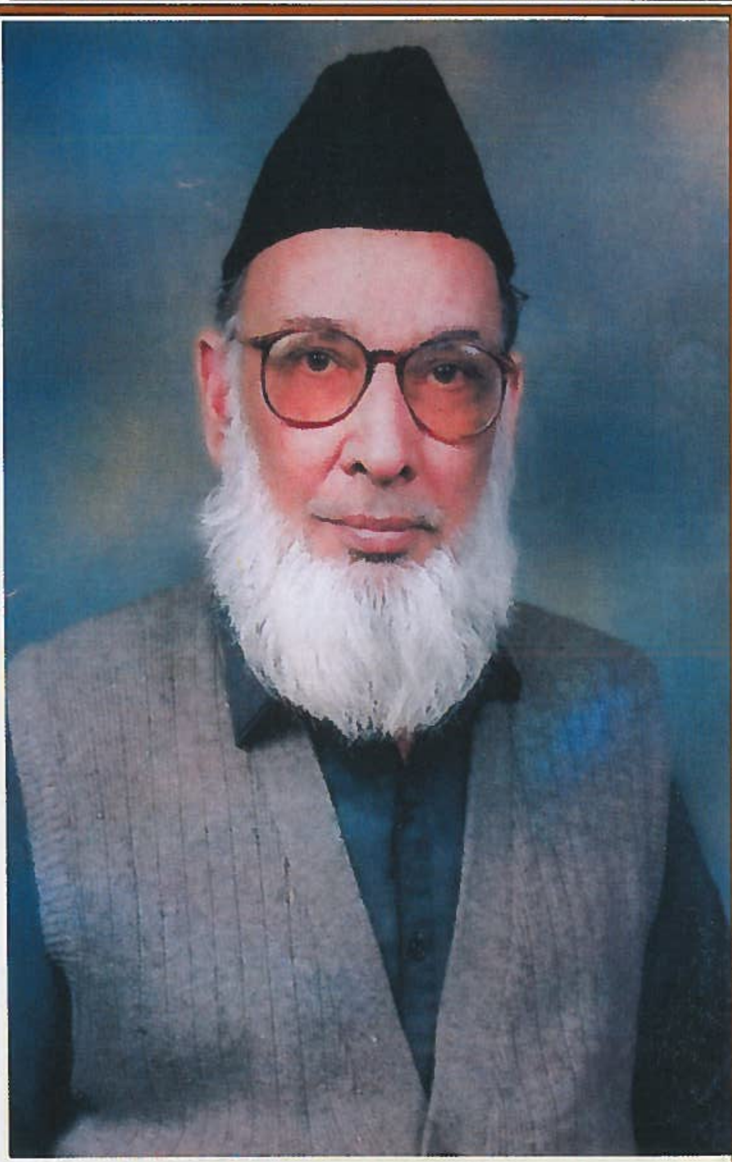

راقم کا دورآخر ۲۰۱۲ء

راقم اپنے مرشد حضرت غلام محمد قادری اور ان کی زوجہ عالیہ (ابا جی، ماں جی) کی قبور کے درمیان

محمد اویس صدیقی قادری

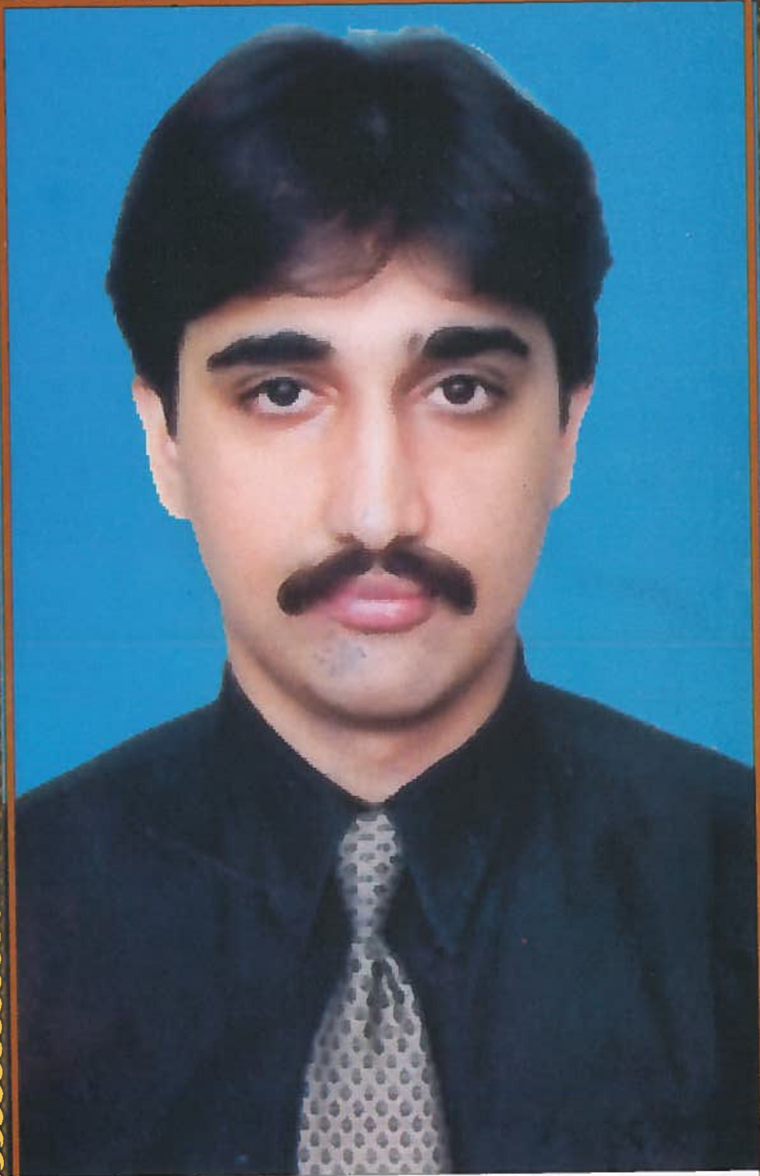

محمد بلال صدیقی قادری

محمد زید صدیقی قادری

محمد اویس صدیقی قادری اور رومانہ اویس

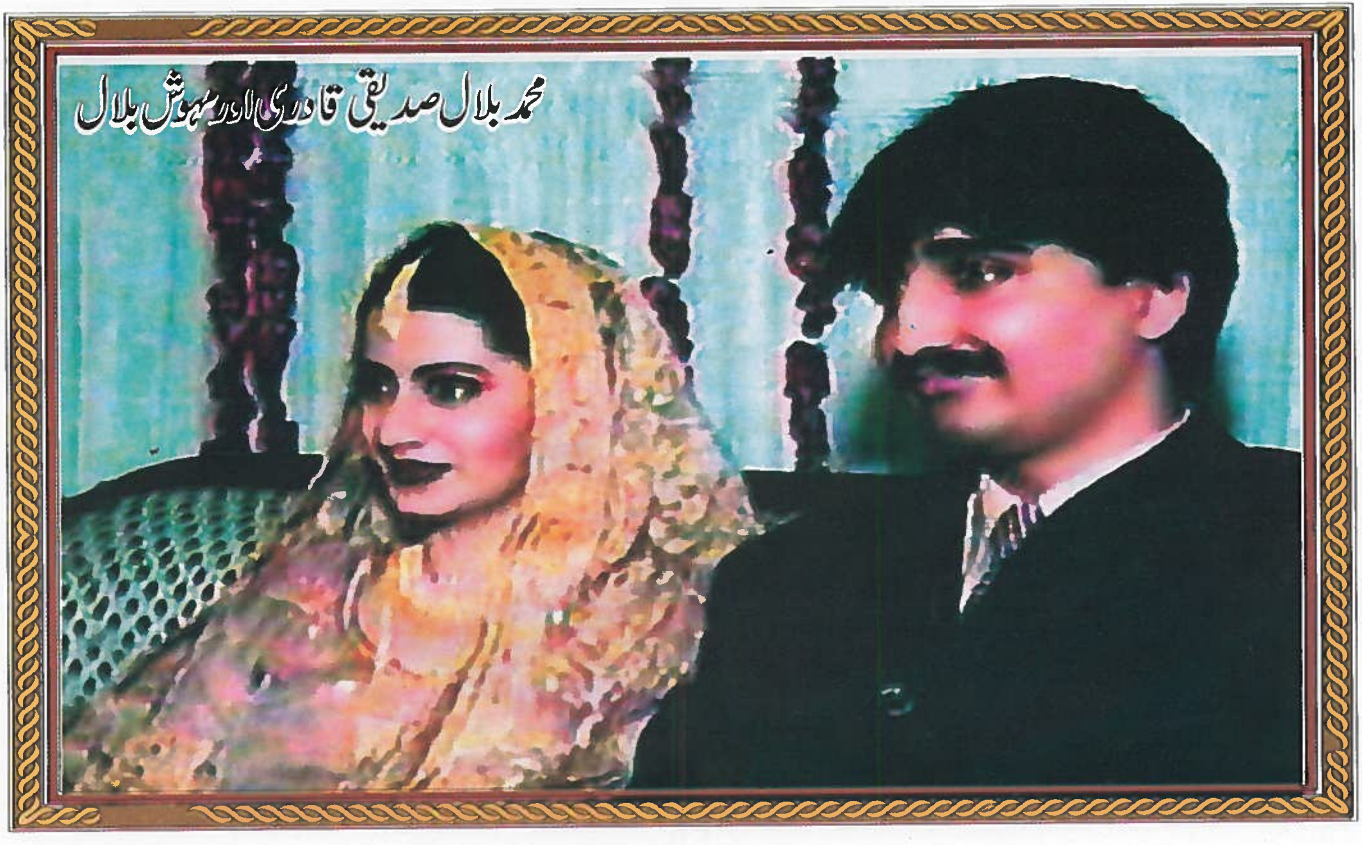
محمد بلال صدیقی قادری اور مہوش بلال

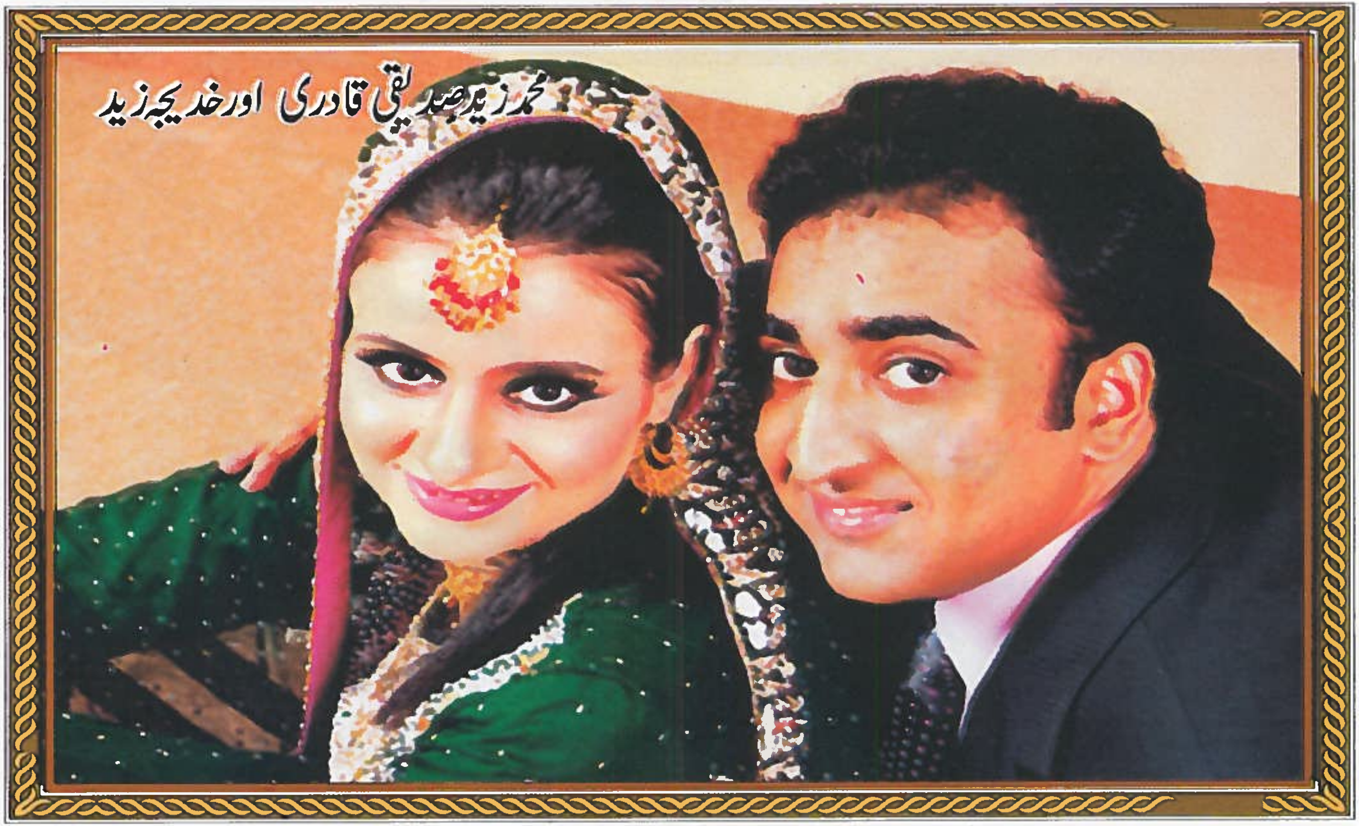
محمد زید صدیقی قادری اور خدیجہ زید

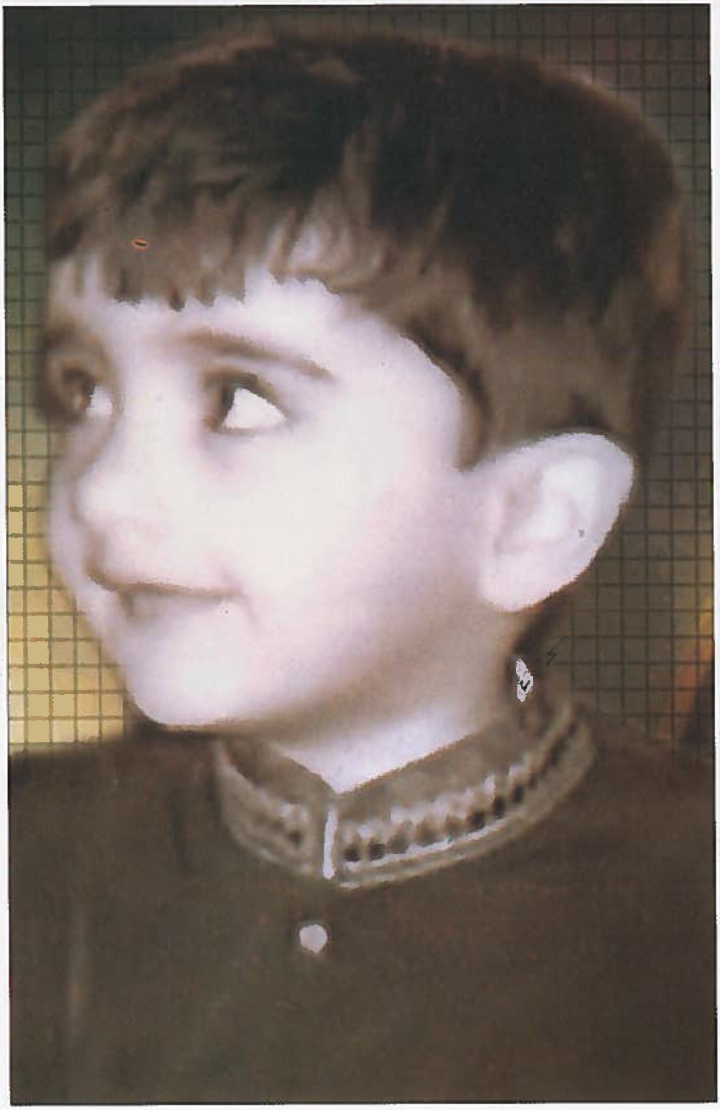

محمد شکیب صدیقی قادری بن محمد بلال صدیقی قادری

محمد قاسم صدیقی قادری بن محمد زید صدیقی قادری

شجرۂ نسب

(حصّہ دوم)

حضرت مرّہ بن کعب

حضرت کلاب	حضرت تیم
حضرت قصیٰ	حضرت سعد
حضرت عبد مناف	حضرت کعب
حضرت ہاشم	حضرت عمرو
حضرت عبد المطلب	حضرت عامر
حضرت عبد اللہ	حضرت ابو قحافہ
سرکار دو عالم ﷺ	حضرت ابو بکر صدیق
شجرۂ سادات	شجرۂ صدیقیت

شجرۂ نسب

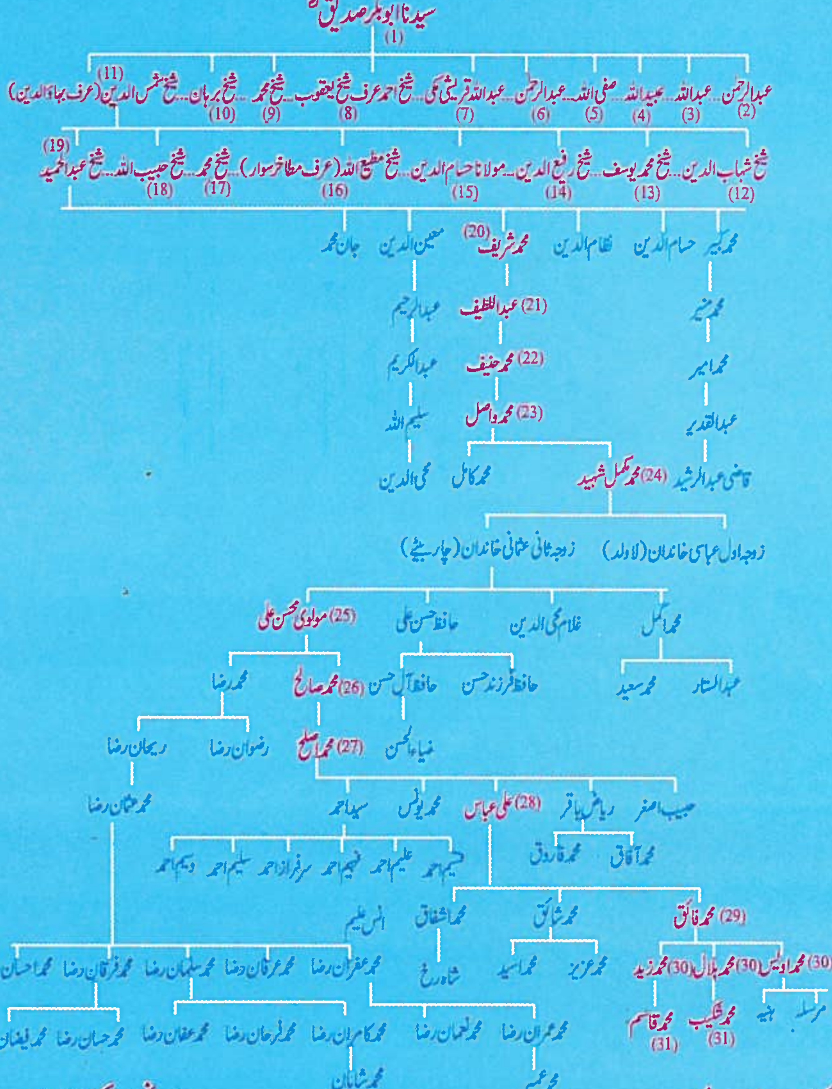

تکمیل پروفیسر محمد فائق

تاریخ ۲۰/۱۰ اکتوبر ۲۰۱۳ء